

بلوچستان صوبائی اسمبلی

دسویں اسمبلی / سینٹیسواں اجلاس

مباحثات 2017ء

﴿اجلاس منعقد 07 مارچ 2017ء بطبق 07 جمادی الثانی 1438 ہجری، بروز منگل﴾

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	1
2	دعائے مغفرت۔	2
3	رخصت کی درخواستیں۔	3
4	تحریک اتواء نمبر 4 مجاہب محترمہ یا سمین لہڑی۔	10
5	سرکاری کارروائی۔	19
6	مشترکہ قرارداد نمبر 83- مجاہب حاجی محمد خان لہڑی صاحب، مشیر وزیر اعلیٰ، محترمہ یا سمین لہڑی صاحبہ اور محترمہ راحت بی صاحبہ۔ (قرارداد ترمیم کے ساتھ منظور ہوئی)	20
7	مجلس قائدہ کی اتفاقیہ خالی اسامیوں کا پر کیا جانا۔	20
8	توجہ دلانوؤں۔	34
9	قواعد و انصباط کا رہنمای اسٹبلی 1974ء کے قاعدہ نمبر 135 کے ذیلی قاعدہ 3 کے بعد نئے ذیلی قاعدہ 4 اور 5 (ذیلی مجلس) میں اضافہ کا پیش کیا جانا۔	38

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخ 07 مارچ 2017ء بہ طابق 07 جمادی الثانی 1438ھجری، بروز منگل بوقت سہ پہر 04:00بجکر 20 منٹ پر زیر صدارت محترمہ راحیلہ حمید خان درانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
محترمہ راحیلہ حمید خان درانی (میڈم اسپیکر)۔ السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن

تلاوت قرآن باک و ترجمہ۔

ii

حافظ محمد شعیب آخوندزاده

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الْأَنْبَارُ
إِنَّ الْأَنْبَارَ لِفِي نَعِيمٍ
وَإِنَّ الْفُجَّارَ لِفِي جَحِيمٍ
صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ ط
شَاءَ رَبُّكَ ۝ كَلَّا بِإِرْكَانٍ
تُكَدِّبُونَ بِاللَّهِ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحْفَطَيْنَ ۝
كَرِامًا كَثِيرَيْنَ ۝ يَعْلَمُونَ مَا
يَأْتِيهَا إِلَّا نَسَانٌ مَاغِرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمَ ۝ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوْكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا

ترجمہ: اے انسان! تجھے اپنے ربِ کریم سے کس چیز نے بہکایا؟ جس (رب نے) تجھے پیدا کیا، پھر ٹھیک ٹھیک کیا، پھر (درست اور) برابر بنایا۔ جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔ ہرگز نہیں بلکہ تم تو جزا و مرزا کے دن کو جھلاتے ہو۔ یقیناً تم پر نگہبان عزت والے، لکھنے والے مقرر ہیں۔ جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں۔ یقیناً نیک لوگ (جنت کے عیش و آرام اور) نعمتوں میں ہونگے۔ اور یقیناً بد کار لوگ دوزخ میں ہونگے۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی (میڈم اسپیکر) :- بسم اللہ الرحمن الرحيم

سردار عبدالرحمن کھیڑان :- میڈم اسپیکر point of order

میڈم اسپیکر :- جی۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان :- میڈم اسپیکر! دو دن پہلے سرحد پار سے بلکہ پرسوں کی بات ہے دہشت گرد آئے اور ہمارے افواج کے پانچ بندے ہیں جن میں نایک اور سپاہی ہیں شہید کیتے گئے۔ اور آج مطلب گزشترات کیپٹن جنید اور اُس کے ساتھی کوہ میٹنگر دوں نے انھیں بھی شہید کیا۔ تو ان کے لیے۔ میں ایک تو سرحد پار سے افغانستان کی طرف سے جوہ میٹنگر دی ہو رہی ہیں وہاں سے میٹنگر دہمارے علاقے میں آ کر ہماری پوسٹوں پر حملے کر رہے ہیں۔ اور ہمارے پاک فوج کے جوانوں کو شہید کر رہے ہیں۔ لیکن ان کے بھی پندرہ، پندرہ، اور بیس، بیس جہنم واصل ہو رہے ہیں۔ تو میں پڑھ رال الفاظ میں اس کی مذمت کرتا ہوں۔ اور آپ سے گزارش ہے کہ ان کے لیے فاتحہ خوانی کرالیں۔

میڈم اسپیکر :- فاتحہ کر لیں جی۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

میڈم اسپیکر :- بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ پہلے مجھے کارروائی شروع کرنے دو پھر میں آپ کو موقع دے دیتا ہوں۔ وقفہ سوالات محترمہ شاہدہ رووف صاحبہ! آپ اپنا سوال نمبر 299 درویافت کریں۔ شاہدہ صاحبہ ابھی تشریف نہیں لائی ہیں اور چونکہ ان کے سوالات جو ہیں ممکنہ صحت کے حوالے سے ہیں۔ مجھے رحمت بلوچ صاحب بھی نظر نہیں آ رہے ہیں۔ تو میں محترمہ شاہدہ رووف صاحبہ کے سوالات نمبر 301-300-299 کو اگلے سیشن کے لیے ڈیفر کرتی ہوں۔ سردار عبدالرحمن کھیڑان صاحب! آپ کا بھی یہی ہے کہ آپ کے سوالات ہیں لیکن مذکورہ منسٹر نہیں ہیں بیہاں پر۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان :- میڈم اسپیکر! ہم نے پہلے بھی گزارش کی کہ اس پر واضح روائیں دے دیں۔ ہم سے بچھلی اسمبلیوں میں بھی یہی ہوتا آ رہا ہے تھا اگر ایک منسٹر صاحب نہیں ہیں کسی دورے پر ہیں یا available نہیں ہیں تو وہ اپنے کسی بھی منسٹر کو یا اپنے treasury benches کے کسی ساتھی کو allow کر کے جاتے تھے کہ جی آپ۔ پھر اس کے جو Concord secretary تھا بلکہ میں تو اس موقع سے آج

میں خوش آمدید کہتا ہوں سیکرٹری صاحبان کو۔ آج وہ گلیری مجھے بھری ہوئی نظر آ رہی ہیں تو they are most welcome اور اسی کے ساتھ ساتھ میں ہمارے نئے چیف سیکرٹری صاحب شعیب میر کی پوسٹنگ ہوئی ہے۔ اور انہوں نے اپنا good office سننجلایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس صوبے میں رہے اور ایک چھوٹے ہی صوبے سے تعلق ہے اُن کا۔ وہ اس صوبے کی تکالیف کو، جو چلا گیا ہے اُس سے بہت بہتر انداز میں سمجھے گا اور حل کریگا۔ تو میڈم اسپیکر یہ Kindly اس پر ایک واضح رو لنگ دے دیں۔

میڈم اسپیکر:- سردار صاحب! میں اس پر کہہ بھی چکی ہوں اور انھیں بتایا بھی ہے۔ لیکن اگر منکورہ منستر نہیں دینا چاہتا تو ہم اُس پر زور نہیں دے سکتے ہیں۔ ہم نے انھیں واضح طور پر بتایا ہے کہ اگر آپ نے کوئی nominate کر دیں گے تو آپ کی طرف سے وہ سوالوں کے جواب دیں۔ وہ ویسے رخصت پر ہیں آج۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان:- اگر آپ سی ایم صاحب کو آپکے good office سے ایک لیٹر چلا جائے کہ اپنے منستر کو یہ direct کر دیں کہ جی اگر وہ خود available نہیں ہیں ہم زبردستی تو ان کو نہیں لائیں گے۔ مطلب چیز آپ اس اتنے پیچے زخم ہوتے ہیں مخت خرچ ہوتی ہیں اس پر۔ اور آپ دیکھیں کہ اس کے کتنے عرصے سے یہ ڈیلفر، ڈیلفر ہو کر آ رہے ہیں تو اس میں ایک فتم کا۔ thank you very much۔

میڈم اسپیکر:- کوئی بات نہیں میں دس تاریخ کے لیے جو یا جو بھی اگلا اجلاس ہے جو سرکاری کارروائی، وقفہ سوالات ہو گا تو اس میں ہم لائیں گے۔ جی شاہدہ صاحبہ! بھی آپ اپنے سوالات پر آئیں۔

محترمہ شاہدہ روف:- منستر صاحب آگئے؟۔

میڈم اسپیکر:- نہیں منستر صاحب تشریف نہیں لائے ہیں۔ تو اسی پر میں نے ڈیلفر کر دیا اگلے سیشن کے لیے۔

محترمہ شاہدہ روف:- آپ نے ڈیلفر کر دیا؟۔

میڈم اسپیکر:- جی ہاں ڈیلفر کر دیے۔ آپ تشریف رکھیں۔ وقفہ سوالات ختم۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔ میں آپ کو موقع دیتی ہوں صرف یہ کارروائی ختم ہو پھر۔

رحمت اللہ بک (سیکرٹری اسمبلی)۔ نواب محمد خان شاہوی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف نبھی مصروفیات کی بناء پر آج کی نشست سے شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اسپیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:- میر سرفراز بگٹی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف اسلام آباد جانے کی وجہ سے آج کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپسیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:- جناب رحمت صالح بلوج صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئہ سے باہر ہونے کی وجہ آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپسیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:- سردار سرفراز چاکر ڈوکی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا پر آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپسیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:- سردار صالح محمد بھوتانی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا پر آج تا اختتام اجلاس سے رخصت کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:- جناب عبدالجید اچکزئی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا پر آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

میڈم اپسیکر میر ماجد ابڑو صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا پر آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اپسیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:- میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب نے بزریعہ فون اطلاع دی ہے کہ نجی مصروفیات سے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اپسیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔ جی عارفہ صدیق صاحب۔

محترمہ عارفہ صدیق:- شکریہ میڈم اپسیکر صاحب۔ میڈم اپسیکر صاحب گزشتہ روز ڈی ایچ کیو ہپتاں قلعہ سیف اللہ میں ایک بچی سمیت دو مریض لائے گئے جو ڈاکٹر کی عدم دستیابی اور آپریشن تھیڈر کی بندش کی وجہ سے وہ

دم تھوڑے گئے تو یہ مسئلہ میں بار بار تین سال سے اٹھا چکی ہوں ملکہ صحت اور وزیر صحبت کے سامنے لیکن اس پر کوئی شنوائی ابھی تک نہیں ہوئی ہیں۔ اس لیے میں احتجاجاً اس اجلاس سے واک آؤٹ کرتی ہوں۔

میدم اسپیکر:- عارفہ صاحبہ! رحمت صاحب تو ہے نہیں تو آپ جی نواب ایاز جو گیزیٰ صاحب۔

نواب محمد ایاز خان جو گیزیٰ (وزیر ملکہ پیپل ہیلتھ انجینئرنگ و بی و اسا)۔ میدم اسپیکر صاحبہ! عارفہ صدیق بی بی نے جوبات کی۔ واقعی کئی دفعہ اس پر ہم نے بات کی ہے چار سال اس موجودہ کابینہ کا اس اسمبلی کا۔ کہتے کہتے ہم تھک پکھے ہیں آئے دن casualties ہو رہی ہیں۔ ابھی آتے ہوئے کسی نے بتایا کہ کوئی قلعہ سیف اللہ کے قریب ایکسٹینٹ ہوا ہے اور اس میں پتہ نہیں پانچ بندے مرے ہیں یا کیا ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان:- چار۔

وزیر ملکہ پیپل ہیلتھ انجینئرنگ و بی و اسا۔ چار۔ یعنی دو بچے expire ہوئے ہیں کوئی ڈاکٹر بھی وہاں پر موجود نہیں تھے۔ ایک دفعہ میں نے کہا کہ ہمیں ڈاکٹر زدیں اور اسی فلور پر میں نے کہا کہ اس کی اختیارات وہاں پر ڈی سی۔ ڈی سی باقاعدہ اس کے حاضری لگائیں اگر کوئی ڈاکٹر غیر حاضر رہا سیکرٹری یا منٹر کے پاس اس کیروپورٹ بھیجیں۔ اور اس کو فارغ کریں، suspend کریں اور جو بھی ہم یا ہمارے colleagues میں سے جو بھی سفارشی ہو گا وہی منٹر اس ہاؤس میں کہیں "کہ فلاں منٹر نے اس کی سفارش کی ہے"۔ ایسے سفارشیں بند ہونے چاہیے۔ جب تک غلط ہم سفارشیں کریں گے تو کوئی ڈاکٹر نہ بیچ راپنے جگہ پر نہیں بیٹھے گا۔ اس کے فوری طور پر نوٹس لیا جائے کہ جو ڈاکٹر وہاں پر ہیں ان کے appointment وہاں پر ہیں۔ اور وہ غیر حاضر تھے۔ میری request ہے کہ ان ڈاکٹروں کو فارغ کیا جائے۔ یہ کیا تماشا بنایا ہوا ہے؟۔ یعنی اور علاقوں سے زیادہ ہم ان ڈسٹرکٹس میں ان کو تجوہ ایک ایک لاکھ روپیہ زیادہ دے رہے ہیں تاکہ جا کر آپ وہاں ڈیلوٹی دیں لیکن کوئی ڈیلوٹی دینے والا نہیں ہیں مادر پدر آزاد سب کچھ آزاد ہیں۔ یعنی ہم کس طرف جا رہے ہیں؟۔ ہمارا فائدہ کیا ہے؟۔ یہاں پر ایک ایک سیشن پر کتنا پیسہ خرچہ آ رہا ہے ایک ایک منٹر پر کتنا خرچہ آ رہا ہے عوام کو کیا فائدہ مل رہا ہے۔ عوام کو کچھ فائدہ نہیں مل رہا ہے غریبوں کو کچھ فائدہ نہیں مل رہا ہے سرمایہ بچے تو ایم یونیورس اور اس میں پہنچ جاتے ہیں کراچی تک پہنچ جاتا ہے اسلام آباد تک پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن اس غریبوں کے بچوں کا کیا ہو گا۔ لہذا میر اس ہاؤس سے آپ سے یہ request ہے کہ اس پر فوراً ایکشن لے ان ڈاکٹروں کو suspend کیا جائے اور سخت سزا دی جائے مہربانی۔

میڈم اسپیکر:- زیارتوال صاحب آپ کچھ بولیں گے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان:- میڈم اسپیکر یہ جو ایکسٹینٹ ہوا ہے میں تھوڑا سا گزارش کروں گا۔

میڈم اسپیکر:- جی زیارتوال صاحب۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ (وزیر مکمل تعلیم):- میڈم اسپیکر! ہیلتھ کے حوالے سے اور ڈاکٹروں کے حاضری کے حوالے سے ہمارے فاضل مبھتر مہ عارفہ صاحب نے اور نواب ایاز خان صاحب نے جو نقاط اٹھائے ہیں۔ ہم آپ کے سامنے وعده کر چکے ہیں کہ کسی ڈاکٹر کی کوئی سفارش نہیں کریں گے۔ ڈاکٹروں کو جانا چاہیے اور ڈیوٹی دینی چاہیے۔ ہمارے کچھ ہسپتال ہائی ویز پروا قع ہیں۔ ہائی ویز پر ہسپتال ہوں اور اُس میں ڈاکٹرنے ہوں، یہ تو بہت بڑا مسئلہ ہے۔ آج ہیلتھ کے سوالات بھی ہیں سیکرٹری صاحب تو نظر نہیں آ رہا ہے۔ پتہ نہیں کون آیا ہے اگر وہ نہیں آئے تو میں یہاں اسمبلی کے فلور پر کہتا ہوں کہ وہ خود کیوں نہیں آئے؟ اور اسمبلی کے فلور پر ہم وہ کرتے ہیں کہ اُن کوفوری طور پر معطل کیا جائے۔ ہائی وے پر ہسپتال بناؤ ہے اور وہ ڈیوٹی نہیں دے رہا ہے۔ اور ڈی ایچ او اُس کو حاضر نہیں کر سکتے ہیں۔ تو وہ استغفار دے دیں۔ ابھی چیف سیکرٹری صاحب نہیں ہیں چیف سیکرٹری صاحب کو میں ذاتی طور پر کہتا ہوں کہ جتنے بھی ڈاکٹر ہیں کل سے اُن کو معطل کریں۔ اور نواب صاحب کو بھی اس کی اطلاع کرواتا ہوں۔ کہ یہ اس طریقے سے ہماری چیزیں چلنے والی نہیں۔ میرے پاس جتنے لوگ آئے ہیں انہوں نے ریکویٹ یہ کی ہیں کہ ہمارا ٹرانسفر کو اُنہیں نے انکار کر دیا ہے۔ اب میں اگر انکار کروں کوئی اور دوست اُنکی سفارش کریں یا اُنکی سفارش پر لگے ہیں تو یہ اس طریقے سے یہ نہیں ہوتا ہے اور ہم نے جو انکی تنخوا ہیں بڑھائی تھی شرط یہ کہ جو نہیں ہو گا ہم اُنکی یہ جو ہم نے facilities دی ہیں جن جن اضلاع میں وہ بھی seize کریں گے اور اُنکو معطل بھی کریں گے۔ اب سارے دوست آپ کے سامنے کہہ رہے ہیں کہ نہیں ہیں نواب صاحب محترمہ عارفہ صاحب۔ تو یہ ہے کہ ایکشن پر ہم جائیں گے اور آج ہی انکے خلاف یہاں سے نکل رکے میں خود ٹیلیفون کروں گا۔ چیف سیکرٹری کو کہوں گا کہ جن جن ڈاکٹروں کی قلعہ قیف اللہ میں ڈیوٹی ہے اور جو غیر حاضر ہیں، ڈی ایچ او اور جو غیر حاضر ڈاکٹر ہیں اُن کو معطل کریں گے۔ اور اپنے طور پر میں یہ کہتا ہوں کہ ایم جو کیشن میں جو ہوا ہے بارکھاں میں جس طریقے سے بھی ہے اُنکو میں ذاتی طور پر معطل کروں گا ایم جو کیشن کے حوالے سے۔ اور ایک گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے خواتین یا سماں صاحبہ اور ایک دو تین خواتین اور جائیں اور عارفہ صاحبہ کو ہاؤس میں لانے کیلئے اُنکے ساتھ بات کریں اُن

کو واپس لے آئیں۔ شکر یہ۔

میڈم اسپیکر:- میں اس پر روانگ دے دوں۔ محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ اور نواب محمد ایاز خان جو گیزیٰ صاحب کی طرف سے اٹھایا ہوا نقطہ اعتراض یقیناً انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اور یہ routine ہائی ویز پر ایکسیدنٹ کے بعد اموات facilities کے ہونے کی وجہ سے ہو رہی ہیں۔ تو میں خاص طور پر یہ معاملہ اسٹینڈنگ کمیٹی ہیلتھ کے سپرد کرتی ہوں تاکہ اُسکو بیکھیں اور اس میں جو بھی سفارشات ہیں وہ اپنی دلیں تاکہ کس طرح سے اسے بہتر کیا جاسکتا ہے۔ جی شاہدہ صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رووف:- میڈم اسپیکر! نئے چیف سیکرٹری کو میں مبارکباد پیش کرتی ہوں ہمارے نئے چیف سیکرٹری صاحب آئے ہیں اور انہوں نے اپنی services start کی ہیں۔ آج چھ نیو زپر میں ایک خبر پڑھی کہ جس میں لکھا ہوا تھا ”کہ چیف سیکرٹری صاحب کو گارڈ آف آزر پیش کیا گیا۔ بڑے اچھنے کی بات تھی میرے لئے کہ civil servant کو گارڈ آف آزر کس کے کہنے پر پیش کیا گیا؟۔ اور کیوں پیش کیا گیا؟۔ کیونکہ اگر آپ انکو rules and regulations کے حوالے دیکھ لیں، چیف سیکرٹری صاحب ابھی نئے آئے ہیں شعیب میر صاحب ہیں۔ میں اسی لئے انکو مبارکباد پیش کر رہی ہوں۔ لیکن میرا concern جو ہے اس خبر کے حوالے سے کہ civil-servantg جو ہیں وہ اس قسم کی میٹنگ سے avoid کیا کرتے ہیں، کیا ہی اچھا ہوتا۔ اور میں یہ hope کرتی ہوں کہ یہ واقعی انکی منشاء اور ان کی خواہش پر نہیں ہوا ہوگا۔ اور وہ اسکو deny کریں گے، بالکل کہ ”یہ میری خواہش پر نہیں ہوا“۔ لیکن یہ دیکھنے کی بات ہے کہ یہ کیا کس نے؟۔ ایک سول سرونٹ اس قسم کی چیزیں جو ہیں وہ نہیں کرتا۔ میں نئے آنے والے چیف سیکرٹری صاحب کو یہ کہتی ہوں کہ آپ کے لئے گارڈ آف آزر سے زیادہ اہم چیز جو ہوگی وہ یہ ہو گی کہ جب آپ یہاں پر serve کر کے آپ اپنا ٹائم پورا کر کے جا رہے ہوں گے تو اس معزز زاویان میں بیٹھے ہوئے عوام کے نمائندے آپ کے لئے جو الفاظ استعمال کریں گے وہ آپ کے لئے گارڈ آف آزر ہوگا۔ اور وہ کس طرح سے ہوگا کہ آپ نے کیسے serve کیا ہے اس صوبہ کے لئے۔ میں صرف کوئی تھی کی بات کرتی ہوں میں آنے والے چیف سیکرٹری کو یہ دعوت دیتی ہوں کہ وہ پورے بلوچستان کو فی الحال ایک سائیڈ پر رکھ لیں اور صرف کوئی جو کہ بہت بڑا سٹی نہیں ہے پانچ یا دس منٹ آپ کو چاہئے کہ جو تین یا چار major-roads ہیں انکا نکل کر کے وہ جائزہ لے لیں بہت بھی چوڑی بریفنگز کی انکو ضرورت نہیں پڑے گی۔ انکو خود مخوذ علم ہو

جائے گا کہ ان کے مجھے کہاں کھڑے ہیں وہ کیا دے رہے ہیں؟ اور انکو س طرح سے انکو لیکر کے چلنا ہیں۔

یہ گارڈ آف آنزا جو سلسلہ ہے وہ برطانیہ کے دور کا ہے، ہمارے قائد اعظم صاحب نے --- (مداخلت)۔

میڈم اسپیکر:- شاہدہ رووف صاحبہ! آپ تقریبیں کر سکتی ہو، پواسٹ آف آرڈر پر۔ آپ کا پواسٹ نوٹ

کر لیا، please تشریف رکھیں۔ محترمہ یاسمین لہری صاحبہ! آپ اپنی تحریک التوانہ نمبر 4 پیش کریں۔ خالد لانگو

صاحب! جب تک وہ تشریف لاتی ہیں، آپ پواسٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

میر خالد ہمایون لانگو:- آعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ سُمَّ الْمُذَمَّمُ۔ شکریہ میڈم اسپیکر۔ First

Mیدم اسپیکر! of all I am very thankful to you

میڈم اسپیکر:- یا آپ کا right ہے۔

میر خالد ہمایون لانگو:- Thank you very much. میڈم اسپیکر! میں یہ آج آخری مرتبہ

پوچھ رہا ہوں اور دو دفعہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ یہ ہماری اسمبلی، یہ ہماری گورنمنٹ sorry to say کہ یہ

بہت بے حس ٹائپ کی گورنمنٹ حکومت بن گئی ہے۔ میں تیری مرتبہ کہہ رہا ہوں میں جولائی میں اگست

میں جب میرا پروڈیکشن پر آیا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے فلور آف دی ہاؤس میں کہا کہ میں گرفتار ہوا۔

جتنے میرے on-going اسکیمیں ہیں لکھی صاحب نے، کہ فنڈ زسرینڈر کا۔ یہ اگست کی بات ہے ادھر فلور

آف دی ہاؤس میں کہا تھا ب یہ ہماری پی اینڈ ڈی منٹری نہیں ہیں۔ انہوں نے اسی Floor of the

House پر یقین دہانی تھی کہ ”هم فاضل ممبر کا یہ مسئلہ حل کر دیں گے“۔ اب پھر سات مہینے گزر گئے، سات

مہینے گزر گئے، اُسکے بعد پھر میں نے کہا، پھر میں نے میڈم اسپیکر! تقریباً 19-09-2016 کو سابق چیف

سیکرٹری صاحب کو اور سابق اے سی ایس صاحب داود بڑیق صاحب کو پھر letter لکھا کہ یہ میری کچھ اسکیمات

ہیں، وہ reflect نہیں کی گئی ہیں۔ پسے release کیتے گئے ہیں۔

surrender ہوئے وہ reflect نہیں کیتے گئے ہیں۔ میرا surrendered amount، میں تو

ایماناً یہ بات کہتا ہوں کہ ہمیں یہ ہمارے اندر یہ چیزیں نہیں ہیں۔ لیکن پتہ نہیں کیوں بہت افسوس کے ساتھ مجھے

کہنا پڑتا ہے پی اینڈ ڈی میں پی کے میپ کے کسی دوسرے وزیر کو، مشیر کو، ایم پی اے کو نہیں کہتا ہوں۔ لیکن ڈاکٹر

حامد اچنڈی صاحب کو? why don't know releases I کہ یہ لکپاس اور بولان کی طرف releases پسیہ، قلم

اُنکا وہ بہت کلکپاتا ہے پتہ نہیں کیوں؟ تو میں آج آخری دفعہ آپ کی توسط سے اس فلور پر یہ بات کہہ رہا

ہوں۔ کیونکہ میں یہ سمجھا تھا۔ آج میں چیف سیکرٹری صاحب ہمارے نئے آئے ہیں۔ تو وہ بھی تشریف فرماء ہوں گے۔ تو میں اُنکے نوٹس میں بھی یہ چیز لاؤں۔ وزیر اعلیٰ صاحب کے اور ہم اپنے colleagues کے نوٹس میں تو میں لا رہا ہو۔ پی اینڈ ڈی بالکل، پی اینڈ ڈی نے میرے اسکیمات خالق آباد، قلات پر کانٹے کا نشان لگایا ہے۔ پتہ نہیں کونسی دشمنی، مجھے تو کوئی دشمنی نظر نہیں آتی کہ میرے آباؤ و اجداد کی اُنکے ساتھ ڈاکٹر صاحب کے ساتھ یا پی اینڈ ڈی کے ساتھ کوئی دشمنی رہی ہو گی؟۔ اگر ہے بھی تو وہ مجھے بتائیں؟۔ میں آخری مرتبہ، کیونکہ میں گورنمنٹ کا حصہ ہوں، میری پارٹی اس گورنمنٹ کا حصہ ہے۔ میں آج سمجھتا تھا کہ چیف سیکرٹری صاحب بھی یہاں آئیں گے۔ میں اُنکے نوٹس میں بھی لاؤں گا۔ میں آج، 13 تاریخ تک یہ اجلاس چل رہا ہے، میں آج احتجاجاً پی اینڈ ڈی اور ڈاکٹر حامد اچنزا کے رو یہ کی وجہ سے آج میں بائی کاٹ بھی کرتا ہوں۔ اور اگر 12 تاریخ، 13 تاریخ کو سیشن ہے۔ 12 تاریخ تک میرے یہ مسئلے حل نہیں کئے گئے، میرے سرینڈر پیسے، وہ نہیں کیتے گئے، میں خود under-strike پر جاؤں گا۔ چاہے مر جاؤں۔ میں under strike پر بھی جاؤں گا۔ پھر میں ہر تالیں بھی کروں گا۔ پھر میں دھرنے بھی دوں گا۔ ڈاکٹر حامد کے خلاف اپنی حکومت کے خلاف پی اینڈ ڈی کے خلاف۔

Thank you very much..

میدم اسپیکر:- میں ڈاکٹر حامد اچنزا صاحب آج تشریف نہیں لے آئے ہیں۔

میر خالد ہمایوں لاؤ گو۔ میں احتجاجاً اس رو یہ کے خلاف بائی کاٹ کرتا ہوں۔

میدم اسپیکر:- آپ جواب تو سن لیں۔ ڈاکٹر حامد اچنزا صاحب آج تشریف نہیں لے آئے ہیں۔ انشاء اللہ یا آپ کا جو point of order پر جو آپ نے point of view ہے، وہ اُنھیا ہے، وہ اُن تک ضرور پہنچا دیں گے۔

میر خالد ہمایوں لاؤ گو:- میں احتجاجاً اُنکے اس رو یہ کی وجہ سے thank you میدم اسپیکر۔ میں احتجاجاً اُنکے اس رو یہ کی وجہ سے بائی کاٹ کر رہا ہوں۔

محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ نے جواحتجاجاً بایکاٹ کیا تھا میں انکا شکر یہ ادا کرتی ہوں کہ ہماری ریکویسٹ پر میں اور مزر اسپوڑمی گئے تھے وہ واپس آگئی ہیں۔ اس امید کے ساتھ کہ کیونکہ انہوں نے کافی دفعہ ہیلٹھ منسٹر صاحب کو بھی اپنے اشووز کے بارے میں بتایا ہے۔ میں نے اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی جانب سے انہیں یقین دہانی کرائی ہے لیکن آپ ابھی اس میں ذاتی طور پر

دچپی لیکر کے اس کا نوٹس لیں گی۔ بہت بہت شکریہ۔

میڈم اسپیکر:- یہ ذرا کارروائی کو چلنے دیں پھر بات کریں۔ پہلے مجھے کارروائی چلانے دیں

بہت کارروائی ہے۔ محترمہ یا سمین اہری صاحب آپ اپنی تحریک التواء نمبر 4 پیش کریں۔

محترمہ یا سمین اہری:- میں اسمبلی قواعد و انصباط کا رجی 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل

تحریک التواء کا نوٹس دیتی ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ کیدٹ کالج مستونگ میں تعینات پر نسل جن کا تعلق دیگر صوبے

سے ہے، کی جانب سے ایک سازش کے تحت صوبے کے پسماندہ اضلاع سے تعلق رکھنے والے سوسے زیادہ طلباء

بلا جواز فارغ کر دیئے گئے۔ اخباری تراشہ منسلک ہے۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم نویت

کے حامل مسئلے کو زیر غور لایا جائے۔

میڈم اسپیکر:- تحریک التواء نمبر 4 پیش ہوئی، کیا آپ اس تحریک کے admissibility کی وضاحت

کریں گے۔

محترمہ یا سمین اہری:- میڈم اسپیکر۔ گزشتہ جو ہمارا سیشن ہوا تھا اُس میں ہمارے پارٹی کی طرف سے

اس موضوع کو پوائنٹ آف آرڈر پر زیر بحث لایا گیا تھا۔ میں صحیح ہوں کہ بلوچستان میں پہلے سے ایک لحاظ سے

تعلیمی پسماندگی بہت زیادہ، اور ہمارے جو ایجوکیشن کے جو دارے ہیں، ان کی تعداد بہت کم ہے۔ اگر ان میں

لوگ اپنے بچوں کو بھجوتے ہیں تو وہاں پر مختلف حوالوں سے بے ضابطگیاں جو ہیں کر کے اگر انکو reject کیا

جائے تو یہ بلوچستان کے بچوں کے ساتھ زیادتی ہے۔ میڈم اسپیکر! مستونگ کا پرنسپل وہ بہت زیادہ اپنے

اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے، اس دفعہ ڈسٹرکٹ کوٹھ کی جس طرح سے انہوں نے، میں کہوں گی

تذمیل کی ہے، اس سے پہلے ماضی میں ہمیں اس کی مثال نہیں ملتی، اسپیکر صاحبہ پہلی دفعہ میں سن رہی ہوں کہ وہاں

پر NTS میں بچوں کو بیٹھانے سے پہلے انہوں نے اپنا ایک میڈیکل بورڈ قائم کیا اور اُس میڈیکل بورڈ کے

ذریعے بچوں کو reject کیا، کہ بھی کسی کا height کم ہے تو کسی کا weight کم ہے، میرا ایک سوال یہاں

پر یہ ہے کہ چھٹی کا بچہ وہ growing ہو گے، اس پر تو height، Medical fitness، weight اور height

والا فارمولہ apply ہی نہیں ہوتا کس بیان پر اُس پرنسپل نے ڈیڑھ سو سے زائد بچوں کو reject کیا۔ اس کے

بعد یہ بچے NTS میں نہیں بیٹھے اور جو ڈسٹرکٹ کوٹھ ہے ان ڈسٹرکٹس کے کوٹھ کے اوپر دوسرے ڈسٹرکٹ کے

بچوں کو لا کے اُس نے admit کروائے، میڈم اسپیکر اس پر بھوک ہڑتا لیں بھی کی جا رہی ہیں، یہ بہت بڑی

زیادتی ہیں، میں صححتی ہوں کہ یہ ہمارے کویشن گورنمنٹ کے خلاف یہ سازش ہے، ایک فرد واحد کی وجہ سے ہمارے کویشن گورنمنٹ پر انگلیاں اٹھ رہی ہیں، اسپیکر صاحبہ میں یہاں پر یہ بات ضرور کہو گی، کہ اگر ہم اپنے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا ذکر کرتے ہیں، اور ہم کہتے ہیں کہ اسلام آباد یا فیڈرل جو ہے ہمارے ساتھ زیادتی کرتی ہے یا ہمارے rights کو violate کرتی ہے تو اگر صوبے کے اندر ہم ایک دوسرے کے ساتھ ہونے والے زیادتیوں پر نہیں بولیں گے تو یہ میں صححتی ہوں کہ بہت بڑی یعنی عوام کے ساتھ نا انصافی ہو گی۔ میڈم اسپیکر ہمارے کویشن گورنمنٹ بہت زیادہ clear ہے میں یہاں پر appreciate کرتی ہوں ہمارے پستونخواہ میپ کے جو ساختی ہیں جب ہماری حکومت بنی تو یہاں پر مختلف سازشیں کی گئی، کہ جی یہ دو جو جماعتیں ہیں نیشنل قوتیں ہیں یہ ایک دوسرے کے ساتھ چل نہیں سکتے ہیں، یہ unnatural الحاق ہے لیکن ہم دونوں جماعتوں نے اپنے maturity کے ساتھ اپنے اپنے اس پر یہ میں مختلف معاملات کو فہم تفہم کے ساتھ طے کرتے ہوئے آج ہم چوتھے سال میں بیٹھے ہیں تو وہ قوتیں ہیں جو کہ سازشیں سوجھتے رہے وہ ناکام ہوئے، میں کہتی ہوں میرے مطابق ابھی جوانا کم عرصہ رہتا ہے اس میں بھی ہم کوشش کریں گے کہ بلوچستان کے اندر جو تفریقیں پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہیں زبان کی بنیاد پر، لسانی بنیاد پر ہم ان سازشوں کو ناکام کریں گے، اور کوئی بھی ایسی وجہ نہیں رہنے دیں گے کہ ہماری عوام جو ہیں مستقبل میں بھی تقسیم در تقسیم کا شکار ہو۔ تو میں یہاں پر کہتی ہوں کہ یہ ایک فرد واحد کا ایکشن ہے پرنسپل جو ہے وہ خود eligible ہے، نہ تو وہ اپنے principal کا جو ہوتا ہے وہ بھی اس پر apply نہیں ہوتا ہے لیکن یہ ہے کہ مطلب جس طرح سے اس نے خاران، قلات، مستونگ، واشک، تربت، پنجور کے بچوں کے ساتھ زیادتی کر کے دوسرے جو ہے ڈسٹرکٹس ہیں جس میں میرے خیال میں ثوب ہے، لوار الائی ہے، قلعہ سیف اللہ ہے اُن کے بچوں کو admit کروایا ہیں میڈم اسپیکر! میں کہتی ہوں کہ یہ ہمارے کویشن گورنمنٹ کے خلاف بھی سازش ہے اور بلوچستان کے اندر لسانی اور قومیتی بنیاد پر جو ہیں مطلب یہ ہوا دوبارہ سے دی جا رہی ہیں، اس کا نوٹس لیا جانا چاہیے، ایجوکیشن منسٹر یہاں پر موجود ہیں ہمارے جو باقی آرکین ہیں وہ بھی اس پر بولیں گے یہ زیادتی ہے، ہم جو ہیں اپنے حقوق لینے کیلئے اسلام آباد سے تو دست بستہ گزارشیں بھی کرتے ہیں بعض اوقات جو ہیں ہمارا بہت Harsh رو یہ بھی ہوتا ہے لیکن اگر صوبے کے اندر اس طرح زیادتی ہو تو پھر ہم اپنا مقدمہ کہاں پر لڑیں گے، کہاں پر بلوچستان کے بچوں کا مقدمہ ہم لڑیں گے، میڈم اسپیکر! جو admissions ہوئے ہیں اس پر پہلے بھی ہم نے بات کی ہے اس کو cancel کر کے تحقیقات کرائی جائے اور پرنسپل کے خلاف جو ہیں میں کہتی

ہوں کہ یہاں پر ایکشن لینے کی ضرورت ہیں کہ اُس نے بہت زیادہ زیادتی کی ہیں بلوچستان کے بچوں کے ساتھ

Thank you..-

میدم اسپیکر:- جی زمرک خان اچنگی۔

انجینئر زمرک خان اچنگی:- شکر یہ میدم اسپیکر صاحب۔ پہلے روایا جس طرح سے ہمارے نئے چیف سیکرٹری صاحب آئے ہیں ان کو تو welcome کہتا ہوں بلوچستان میں۔ امید رکھتے ہیں کہ انصاف کے ساتھ اپوزیشن کو اور ٹریشی پیغام ہیں ان کو ایک ساتھ روایہ ایک ہی طرح رکھیں گے تو ہم اسی امید کے ساتھ ان کو دیکھ کر رکھتے ہیں، اور ساتھ ہی میں اس پر بات کروں گا کہ میدم اسپیکر! جس طرح ہیئتھ پر بات ہوئی ابھی ایجوکیشن پر بات ہوئی پوائنٹ آف آرڈر پر، مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ گورنمنٹ آپس میں لگی ہوئی ہے، ہیئتھ ڈیپارٹمنٹ بھی قوم پرستوں کی ساتھ ہے، اور ایجوکیشن بھی قوم پرستوں کے ساتھ ہے اور پھر کہتے ہیں کہ ہم بہت اچھے طریقے سے گورنمنٹ کو چلا رہے تھے سوال یہ اٹھتا ہے، کہ ایک منسٹر خود بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور ممبرز بھی یہی ہیں، اور کابینہ میں کوئی فیصلہ ہوتا بھی نہیں۔ یہ تو کابینہ کے فیصلے ہیں کابینہ سے ہی آنا چاہیے، چیف منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کے آپ ادھر کچھ کریں، اسمبلی میں آ کے اچھے اچھے تقریریں کر کے اپنے گورنمنٹ کو خود یہ جو شانہ بناتے ہیں اور پھر یہ مسئلہ کوں حل کریگا، میں اس تحریک التواء پر بھی پوچھتا ہوں اور ہیئتھ کے بارے میں بھی میں نے بات کرنی تھی۔ میرے آپ کہتے ہو۔ ہاؤز پر کچھ بھی نہیں ہے، ہسپتال میں ڈاکٹر نہیں ہیں، اپریشن کرنے والے نہیں ہیں، وہاں پر آپ کی جو مشینی پڑی ہیں اُس کو زنگ لگ گیا اور کون جائیگا، یہی گورنمنٹ اُس کو چلا ریگا، ہیئتھ منسٹر وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ایجوکیشن منسٹر سامنے بیٹھے ہوئے ہیں، کس طرح سے یہ گورنمنٹ چلیں گی، پھر آپس میں آپ کس پوسٹوں پر کس لنے بیٹھے ہوئے ہیں، آپ منسٹر کس لنے بیٹھے ہوئے ہیں، میں یہ سوال اٹھاتا ہے میدم آپ سے کہتا ہوں آپ تو کہتے ہو کہ بہت اچھی گورنمنٹ چل رہی ہیں، کوئی اچھی گورنمنٹ چل رہی ہیں، کچھ بھی نہیں چل رہی ہیں، آپ خود کوئی کہتا ہے کہ ہمارے ڈاکٹر نہیں ہیں، کوئی کہتا ہے کہ ہمارے کوئی پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے، کوئی پر عمل درآمد آپ کے منسٹر نے کرنا ہے، اور چیف منسٹر نے کرنا ہے۔ پہلے آپ مجھے جواب دے دو آپ نے ابھی تک کیا کیا ہے اپنے منسٹر کے خلاف، آپ نے کیا کیا ہے اپنے چیف منسٹر کو کیا بتایا ہے۔ اپنے ہیئتھ منسٹر آپ کے پارٹی کا ہے، آپ نے کیا ایکشن لیا ہے کچھ بھی نہیں۔ ادھر آکے ہم اسمبلی میں ایک کاغذ پیش کرتے ہیں اور اپنے پارٹی کا بھی بیان لگا ہوا ہے کسی گورنمنٹ کی طرف سے کوئی بیان نہیں ہے۔ آپ

کے پارٹی نے مطالبہ کیا ہوا ہے میں میدم اسپیکر! اتنا کہتا ہوں کہ ہمارا ایجوکیشن کا سسٹم بالکل فیل ہے یہاں پر سارے سفارشی ہے آپ ڈی او ز کالسٹ میں آپ کو پیش کروں گا، منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ابھی اس طرح نہیں چلے گا یہ گورنمنٹ ہم جب بات کرتے ہیں اس لئے نہیں کرتے ہیں کہ خواخواہ کسی پر تقدیم کرتے ہیں، ہم تقدیم کرتے ہیں جس طرح کہتے ہیں برائے تعمیر کرتے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ بہتر بنائیں اپنے سروہزار کو، اپنے ڈیپارٹمنٹ کو اچھی طریقے سے چلا کیں، کوئی نہیں چلا سکتے ہیں، آکے اسمبلی میں ایک دوسرے سے خود آپ میں لڑ جکڑ رہے ہیں۔ ہم اپوزیشن والے سوچتے ہیں کہاب ہم کیا بولیں درمیان میں۔ ہم کس طرح ان بالتوں کو، میں second کرتا ہوں، لیکن پھر گورنمنٹ کی اچھائی کی بات کم از کم نہ کریں میدم آپ آپ اپنے گورنمنٹ کے خلاف بولتے ہیں تو میں کس طرح مان لو کہ آپ اچھی گورنمنٹ چلا سکتے ہو۔ آپ نے ایک اچھے طریقے سے دیا ہے۔ میدم میں منسٹر ایجوکیشن سے کہتا ہوں میں question بھی جمع کروں گا۔ آپ ہمیں جو 32 ڈسٹرکٹ کے جواہم پوٹیں ہیں اُس پر کون لگے ہوئے ہیں اور کس بنیاد پر۔ میرٹ پر لگے ہیں نہیں لگے، چیف سکرٹری صاحب سے یہی مطالبہ ہے۔

میدم اسپیکر:- زمرک خان صاحب! اس پر تقریر نہیں کر سکتے ہیں، جب بحث کیلئے منظور ہو جائے آپ ضرور کجھے گا۔ یا پھر اپنے پوائنٹ پر لے آیا گا۔ اس وقت آپ بحث نہیں کر سکتے ہیں۔ آپ نے کہا زرامیں اپنا پوائنٹ دینا چاہتا ہوں وہ آگیا۔ بحث کیلئے ابھی منظور نہیں ہوئی ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچھزئی:- میں تھوڑا سا تمیم آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس کو ایجوکیشن کا جو ٹول سسٹم ہے اُس کے متعلق اور ہیلتھ کا علیحدہ آپ کر لیں کہ اس پر بحث رکھیں دو دو گھنٹے، ایجوکیشن اور ہیلتھ کے لئے۔

میدم اسپیکر:- آپ نیا تحریک لے آئیں اس پر، یا ایک individual کے خلاف وہ لائی ہیں، جی ڈاکٹر شمع اسحاق صاحب۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ:- یہ تحریک التواء میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت اہم تحریک التواء ہے، اس پر تو میں تحریک التواء پر بات کر رہی ہوں کیونکہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر جس دن میدم اسپیکر! صاحب آپ یہاں پر نہیں تھی، اور آپ تشریف رکھتے تھے اور میں نے یہ بات کی تھی، اب چونکہ یہ تحریک التواء کی صورت میں آئی ہے تو ظاہر ہے ہم نے اس پر بات کرنی ہے، میں یہ سمجھتی ہوں کہ کیڈٹ کالج اُن تمام کالجوں میں سے بہترین کالج ہے

جس میں سے ہزاروں اور لاکھوں تعداد میں طباء جو ہیں فارغ ہوتے ہیں اور پھر اتنے ہی تعداد میں طباء اس سے مستفید ہوتے ہیں، اگر آج اس بناء پر کہ یہ بچے خاران کے ہیں، یا یہ بچے پنچور کے ہیں، یا یہ بچے آواران کے ہیں یہ تربت یا چاغی کے ہیں انھیں نکال دیا جائے یا انھیں admission نہ دیا جائے اور اس بناء پر کہ آپ کا قدر آپ کا رنگ یا آپ کا جسامد اس able نہیں ہے، میڈم اسپیکر! اب یہاں پر بات آتی ہے کہ یہ select کون کر رہا ہے اور reject کون کر رہا ہے اس پر اگر آج تحقیقات نہیں ہوتی ہے تو پھر میں سمجھتی ہوں کہ پھر اس قسم کے ظلم ہوتے رہنگے اور ہم سبھتے رہیں گے اور پھر یہ قانون بتا جائیگا اور پھر اس پر کبھی عمل درآمد نہیں ہوگی۔ میڈم اسپیکر۔ اس کو select کرنے والا ایک ڈپنسر ہے، میں اس کو اس لئے اس فورم پر لانا چاہتی تھی کہ ہمیں پتہ چلیں جو کہ ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہوتا ہے، ایک پوسٹ گریجویٹ ڈاکٹر ہوتا ہے جس نے part 1 or part 2 کیا ہوگا، چلیں اُس نے یہ بھی نہ کیا ہو، ایک ڈاکٹر ہوتا ہے جو میڈیکل بورڈ میں بیٹھا ہوتا ہے، اُس کی اپنی ایک شناخت ہوتی ہے، اُس کی اپنی ایک حیثیت ہوتی ہے بحیثیت ڈاکٹر۔ لیکن آج ان کو select کرنے والا اور reject کرنے والا پرنسپل اور وہ ڈپنسر ہے اس کی کوئی کمیٹی نہیں ہے، وہ سٹچ پر بیٹھ کے اُن کو reject کر رہے ہیں اور ان علاقوں کو دے رہے ہیں اور یہاں سے بچے نکال رہے ہیں، تو اس طریقے سے میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہم جو یہاں پر پیار و محبت سے رہ رہتے ہیں، ہم یہاں پر پیار و محبت کے دعوے کر رہے ہیں پھر یہ کہاں تک چلے گئے، اگر آج میڈم اسپیکر۔ ہم نے اس سے نہیں روکا تو میں سمجھتی ہوں پھر یہ ایک دریا ہے جو آگ کا دریا ہے پھر یہ نکل جائیگا پھر ہر طرف آگ انھیں گی۔ وہاں سے بلوچ انھیں گے یہاں سے پشتوں۔ میڈم اسپیکر! اور یہ کرنے والا کون ہے نہ وہ بلوچستان کا پشتوں ہے، نہ وہ کوئی اور ہے، وہ خیر پشتوخواہ سے لایا گیا ایک شخص ہے جو ہم پر تھونپا گیا ہے۔ خیر پشتوخواہ سے لایا ہوا وہ شخص ہے کہ وہاں سے آکے یہاں پر اس بناء پر بلوچ و پشتوں کوڑوار ہاہے۔ میڈم اسپیکر! میں اس پر آج ہی۔۔۔۔۔

میڈم اسپیکر:- نہیں ابھی تک admissibility نہیں ہوئی ہے۔ آپ نے کہا کہ میں کچھ بات کرنا چاہتی ہوں۔ رحیم زیارت وال صاحب بات کر لیں حکومتی موقف آ جائیگا۔ thank you۔ جی رحیم زیارت وال صاحب۔

وزیری محکمہ تعلیم:- شکریہ میڈم اسپیکر۔ جو تحریک التواء ہاؤس کے سامنے ہے۔ بات اگر کسی نے کرنی ہے تحریک التواء پر کرتے ہیں۔ اور پونٹ آف آرڈر پر۔ جو کہ طریقہ کاری نہیں ہے۔ دوسری میں گزارش یہ

کرتا ہوں کہ جتنے کیڈٹ کالج اس صوبے میں بننے ہیں۔ میرے فاضل دوست زمر ک صاحب کیڈٹ کالج کے میرٹ میں اور اس کے آڑ میں پورا ایجوکیشن سسٹم وہ سرے سے نہیں ہے۔ یہ حلقہ سے روگردانی کے متادف ہے میں یہ کہتا ہوں کہ جو میرٹ وہاں پر مقرر ہے وہ صرف مستونگ کالج میں ہے یہ میرٹ جتنے بھی ہمارے کیڈٹ کالجز ہیں چار ہیں، پانچ ہیں سب میں یہی میرٹ ہیں اور اس میرٹ میں جو بچے اس کو qualify کرتے ہیں ان کو داخلہ مل جاتا ہے۔ میرے پاس لوگ آئے ہیں کہ میرے بچے نے وہاں must 50 نمبر ہے اور میرے بچے نے 30 نمبر لئے ہیں۔ میرے بچے نے 28 نمبر لئے ہیں۔ میں نے clear cut نہ میں اس کے پاس جاؤ نگا۔ اور یہ جو تحریک اتواء ہے اس کے حوالے سے فلور پر میں کہہ چکا ہوں کہ ہم کمیٹی بنائیں گے اور ہم نے کمیٹی بنائی۔ ہم ان سے پوچھیں گے۔ اس پر بنیادی طور پر تحریک اتواء بنتا ہی نہیں ہے۔ پنسپل میں نے خود کہا تھا کہ شکایات مجھے ملی ہیں، میں نے کمیٹی بنائی ہیں۔ ہائرا جوکیشن کے سیکرٹری صاحب نہیں ہیں ڈائریکٹر صاحب آئے ہیں میں ابھی پھر سب دوستوں کے سامنے کہتا ہوں کہ اگر ہم اس میرٹ کو چھوڑیں گے تو پھر BRCs کیڈٹ کالجز میں جو داخلہ کا میرٹ ہیں اس کو اگر ہم چھوڑیں گے تو پھر کیڈٹ کالج کی ضرورت نہیں ہیں، پھر جو بھی آتا ہے اس کو داخلہ ملے گا۔ تو یہاں پر جو بات کہہ رہے ہیں یہ پوچھنا پڑیگا۔ آپ Custodian of the House کی حیثیت سے آپ کمیٹی بناتے ہیں، ہمارے لئے چھوڑتے ہیں۔ آنے والا اجلاس ہے اس میں سب کچھ لا کے آپ کے سامنے رکھ دینگے۔ سیکرٹری صاحب بھی آگئے ہیں۔ میں نے ان کو کہا تھا کہ مستونگ اور پیشین دونوں جہاں پر ہمارے پنسپل صاحبان ہیں۔ ان کے بارے میں ہمیں شکایات ملی ہے اور جس طرح کی شکایات آج ہو رہے ہیں اس کے لیے کمیٹی بنادی ہیں۔ کل ان کو بلا نہیں گے پوچھیں گے کہ کہاں کہاں پر کس طرح کی lapses ہوئے ہیں اور اس کے لیے تحریک اتواء جو لائے ہیں یہ تحریک اتواء اس کے لیے نہیں بتتا۔ اگر آپ تحریک اتواء یہاں منظور کریں گے تو کیا ہم کیڈٹ کالج کی جو داخلہ پالیسی ہے اس میرٹ کو ختم کریں گے۔ کس پر بات کریں گے، اگر اس نے کوئی زیادتی کی ہے تو next اجلاس میں آپ کے سامنے سب کچھ رکھ دیں گے کہ یہ زیادتی ہوئی ہے یا غلطی ہوئی ہے یا بچے میرٹ پر پاس نہیں ہوئے ہیں۔ اور وہ میرٹ جو بچے پاس نہیں ہوئے ہیں میرٹ پر تو اس کے بعد پالیسی کیا ہے۔ provincial level پر اس کو تقسیم کرنا ہے دینا ہے یا پھر divisional level پر جو بھی ان کی پالیسی ہوگی اس پالیسی کے مطابق ہم چلیں گے۔ ہم کسی کو پالیسی violate کرنے نہیں دینگے۔ اور خود اس

ہاؤس سے بھی اس قسم کی جو چیزیں آجاتی ہیں نہیں بھی اس پر سوچنا چاہیے کہ کیا وہ بچے جن کے بارے میں ہم کہہ رہے ہیں کہ ان کو داخلہ نہیں ملا ہیں۔ کیا انہوں نے وہ میرٹ کو الیگانی کیا ہیں اگر کیا ہے داخلہ نہیں ملا ہے تو ان کا case valid ہے اُس پر بات کی جاسکتی ہے۔ اگر میں میرٹ پر جو میرٹ بنی ہے اُس میرٹ کو کو الیگانی نہیں کرتا تو مجھے داخلہ نہیں ملے گا۔ اور یہ صرف یہ نہیں ہے کہ یہاں پر ہے آپ کے باہر کے جتنے بھی یونیورسٹیاں ہیں وہاں پر بھی ہمارے لڑکے جو جاتے ہیں طالب علم جو جاتے ہیں ان کو بھی جو داخلہ ملتا ہے ان کا میرٹ ہوا کرتا ہے۔ اب اُس میرٹ کو میرے کہنے پر اب تک وہ change نہیں کیا ہے۔ پنجاب میں ہو قائدِ اعظم یونیورسٹی میں ہو، خیبر پختونخوا میں ہو جہاں ہمارے بچے جاتے ہیں۔ آتے ہیں میرے پاس سفارش کرو میں نے کہا میرٹ پر سفارش نہیں کروں گا۔ جو بھی میرٹ ہے جس بھی طریقے سے انہوں نے میرٹ بنایا ہے ٹیسٹ لیا ہے اُس میرٹ کو follow کرنا ہو گا۔ پہلے میں نے follow کرنا ہو گا پھر اُس کے بعد اگلے والوں کو کہنا ہو گا کہ اب اپنی میرٹ کو Žao ۰۱۱ follow ۰۱۱ تو اتنی سی بات ہے داخلہ کے حوالے سے تو تحریک the التواء نہیں فتی۔ اس تحریک the التواء کو میں محترمہ سے وہ کروں گا کہ وہ تحریک the التواء واپس لے لیں اور ہم already committee بنائے چکے ہیں اور کل ان سے تمام ریکارڈ میگوا کیں گے ان کو بلوا کیں گے سیکریٹری صاحب بیٹھا ہیں وہ سن رہے ہیں۔ بلوک اُن سے پوچھیں گے کہ یہ یہ violation ہے اگر کہی ہوا ہے یہ یہ اذمات ہیں۔ ان اذمات کے حوالے سے وہ ہمیں brief کریں گے اور اُس کے بعد اس پر مزید وہ ہو سکتی ہے۔ تو اس وقت محترمہ سے request یہ ہے کہ اس کو آپ اپنی تحریک the التواء واپس لے لیں۔ thank you۔

میڈم اسپیکر:- یا سمین لہڑی صاحبہ! جو کتنا حکومتی مؤقف ہے ادا خصیح آیا ہے کہ اور انہوں نے کہا ہے کہ اس سے پہلے بھی انہوں نے آپ کو با قاعدہ یقین دہانی کرائی تھی۔ اور ایک کمیٹی بھی بنادی ہے۔ تو کیا آپ ان کی پارٹی تحریک واپس لے لیں گی؟۔ اور یا میں voting پر جاؤں؟۔

محترمہ یا سمین لہڑی:- میڈم اسپیکر! میرے خیال میں اس میں جو محترم ہمارے ایجوکیشن منستر صاحب نے explanation کرتی ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ بہت اہم نوعیت کا issue اس لیے ہے کہ اگر ہم اس پر ابھی نوٹس نہیں لیں گے تو بچوں کا جو ہے یہ سال ضائع ہو جائے گا۔ اور دوسرا بات جہاں پر میرٹ کی ہے تو ہم بھی میرٹ کی علم بردار ہے۔ ہم بلکہ یہ کہتے ہیں کہ مطلب جہاں پر اگر جو ہے full flag میرٹ ہو وہاں بلوچستان کی پسمندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اپنے را لٹکو ۰۱۱ Žao ۰۱۱ relax۔ لیکن، ہم

یہاں پر اس میرٹ کی بات کرتے ہیں کہ district میں کیا خپدار میں واٹک میں کوئی پچھے مطلب ہے پرنسپل کو نہیں ملا کہ وہ اہل ہو کہ اس کو داخلہ دیا جائے۔ مطلب یہ تو سارے زیادتی ہے اچھا و سرا یہ کہ میرٹ اُس نے کیا بنایا ہوا ہے، میرٹ یہ ہے کہ پہلے NTS ٹیسٹ میں ہوا کرتے تھے۔ ٹیسٹ کے بعد پھر بچوں کو جو ہاں کہ ہلاکا جو ہے جو وہ میڈیکل بورڈ ہوتا ہے۔ وہ کیونکہ وہ جو چھٹی اور ساتویں کے بچے ہیں ان کو ہم height کے بنیاد پر reject نہیں کر سکتے۔ ہم کوئی آرمی میں جو ہے وہ ان کو دلانے دینے کے لیے نہیں کر رہے ہیں۔ یا کسی جو ہے professional ادارے میں وہ بچے نہیں جا رہے ہیں۔ چھٹی کے بچے growing age ہوتی ہے 12 سال تک جو ان کا height ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میڈیکل بورڈ جو پرنسپل نے خود بنایا تھا خود constitute کیا تھا اُس میڈیکل بورڈ نے 17 بچوں کو reject کیا تھا۔ لیکن جو ہے پرنسپل نے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے 150 بچوں کو miss fit قرار دیا۔ جب کہ میڈیکل بورڈ کی رپورٹ جو ہے وہ 17 بچوں پر معید ہے۔ تو یہ زیادتی۔

راحیلہ حمید خان درانی (میڈم اسپیکر)۔ یہ سیمین اہڑی صاحبہ دیکھیں یہ بتیں جو آپ ابھی بتا رہی ہیں it can be discussed in the committee. تاکہ اُس سے یہ بہتری ہوگی کہ جو آپ کے points میں وہ چونکہ concerned department اُس کے ساتھ ہیں، آپ بیٹھ کر انکے ساتھ بڑے تسلی سے، کیونکہ انہوں نے بہت واضح الفاظ میں کہا ہے کہ "میں کسی بھی صورت کوئی نا انصافی نہیں ہونے دوں گا۔ اور یہ سارا صوبہ ان کا ہے ہم سب کا ہے ہمارے بچے ہیں وہ" تو میرے خیال میں آپ، جو حل ہے وہ کمٹی کی صورت میں بہتر انداز میں ہو سکتا ہے۔ انہوں نے آپ کو request Being a Member of Treasury Benches. دیکھیں۔ کیونکہ آپ کا کمٹی کی صورت میں ہو گا۔

یہ سیمین اہڑی:- ٹھیک ہے۔ میں یہاں پر یہ کہتی ہوں کہ کمٹی کی اگر کل میٹنگ کر کے پرسوں ہم اپنے findings کو share کریں۔ تاکہ یہ ہے کہ مطلب یہ delay ہو گا پھر آسمیں مسئلہ زیادہ ہو گا۔ ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ:- میڈم اسپیکر! وہاں پر جو ہے test، interviews ہیں ان کو روکے کیونکہ یہاں پر جو فیصلہ ہوا تھا 2 تاریخ کو جو میں نے point raise کیا تھا۔ کہ پھر انہوں نے کہا تھا کہ ہم کمٹی بنائیں گے تو دیکھیں آج جو ہے 7 تاریخ ہے۔ تو کافی عرصہ ہو گیا کمٹی کو۔

میڈم اپسیکر:- کمیٹی بنی ہوئی ہے۔

محترم شمع اسحاق بلوچ:- لیکن ابھی تک perform نہیں ہوئی۔ perform نہیں کیا وہاں پر روکے نہیں گئے ہیں۔ جو داخلے ہے وہ روکے۔

میڈم اپسیکر:- میں رونگ دے دیتی ہوں آپ please پہلے میرے سوال کا جواب دے دیں کہ کیا آیا حکومتی موقف کے بعد تحریک واپس لینا چاہتی ہیں؟۔

محترمہ یامیمن لہڑی:- جی۔ معزز رکن ہیں ہمارے زیارت وال صاحب، میں بالکل انکا respect کرتی ہوں لیکن یہ ہے کہ کل ہم اسکو final کر کے، اور یہ میرٹ کی سیٹیشن نہیں ہیں یہ ڈسٹرکٹ کوٹھے ہے۔

میڈم اپسیکر:- جی آپ نے واپس لے لی تحریک کو؟۔

محترمہ یامیمن لہڑی:- جی۔ اس یقین دہانی پر کل ہم اس situation کو منظادیں گے۔

وزیر یحکمہ تعلیم:- میڈم اپسیکر! district میرٹ بھی یہ ہے کہ آپ نے یہ میں پوچھ لوگا کہ 40% یا 50% marks لینے ہیں۔ یہ جو height کی بات کر رہے ہیں۔ یہ واقعاتاً کیڈٹ کالج میں داخلے کے لیے height کا کوئی وہ نہیں ہے۔ پہنچنے کیسے اب وہ الزام ہے ایک معنی میں۔ لیکن height کا مسئلہ داخلے میں حل نہیں ہونا چاہیے۔ جو میرٹ ہے میرٹ بھی اس طریقے سے ہے کہ وہ بچہ اس district سے کوایفاںی کرے گا اتنی mark لے گا۔ ایسا نہیں ہے کہ 20 نمبر والے کے ساتھ بیٹھا کیسے گے تو وہ چل نہیں سکے گا۔ وہ کیڈٹ کالج جس مقصد کے لیے آپ نے بنایا ہے BRC جس مقصد کے لیے بنا ہے وہ مقصد پھر فوت ہو جائے گا۔ پھر جو بھی آئیں گے میں سفارش کرے گا کوئی بھی سفارش کر کے اُس کو وہ کر سکتا ہے۔

میڈم اپسیکر:- زیارت وال صاحب! یہ کل کمیٹی میں discuss کر لیں۔

وزیر یحکمہ تعلیم:- اور وہ جو ان کے داخلے کی وہ ہے vacant ہو جاتے ہیں۔ اُس پر پوچھ لیں گے میڈم ایسا ہے کہ اُس کو پھر divisional سط پر اُس کو دوبارہ وہ کرنا ہے یا provincial میرٹ پر لے جانا ہے۔ یہ پالیسی کے طور پر پوچھ لیں گے۔ اور یہ جوبات کہا اللہو عز وجل relax cell، میرے خیال میں اگر چیزوں کو ہم اس طریقے سے relax کریں گے تو it means اُس کی وہ چیز پھر نہیں رہ جاتی ہے۔ پھر کیڈٹ کالج کی ضرورت نہیں پڑھتی BRC کی پھر ضرورت نہیں ہے۔ تو کو اٹی ایجوکیشن کے لیے یہ چیزیں must ہوا کرتے ہیں تو اس بنیاد پر میں نے request اُن سے کی تھی اور یہ کہ district کوٹھے ہے district کوٹھے بالکل ہے

ایک سیٹ ہے دو سیٹ ہیں جتنے بھی سیٹ ہیں لیکن میڈم اُس میں اُس نے کوایفائی کرنا ہے۔ district میں اگر کوئی بچہ کوایفائی نہیں کرتا تو وہ میں اُن کو یقین دلاتا ہوں آپ کے سامنے اُن سے باقاعدہ پرچے منگوالیں گے۔ وہ پرچے وہ paper آپ کے سامنے رکھے یہنگے ہاؤس کے سامنے رکھیں گے اگر اُس نے واقعًا جان بوج کرایسا کوئی کام کیا ہو، میں اُس کو دیکھ لیں گے۔

محترمہ یا سینیٹ میں اہلی:- میڈم! اُس نے 150 بچوں کو miss fit قرار دیا کہ یہ سارے بچے جو ہیں وہ mentally ٹھیک نہیں ہے۔ height کے حساب سے ٹھیک نہیں ہے پھر تو اُس پسل کے level کو جو ہے چیک کرنے کی ضرورت ہے نہ۔ کہ پہلے NTS میں وہ بیٹھنے والے بچوں کو۔

میڈم اسپیکر:- یا سینیٹ صاحبہ! میں ابھی رولنگ دے رہی ہوں۔ چونکہ محرکہ نے اپنی تحریک واپس لے لی ہے لہذا تحریک کو واپس لینے کی میں اجازت دیتی ہوں۔ اور جو کمیٹی زیارت وال صاحب نے بنائی ہے یا سینیٹ اہلی صاحبہ اور ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ اُس کمیٹی کا حصہ ہیں اور میں زیارت وال صاحب! چونکہ آپ بیٹھ کے ایک دوسرے کو اس طرح سے اسمبلی میں point to point توبات نہیں ہو سکتی آپ لوگ کمیٹی میں بیٹھ کے اور 13 تاریخ کے اجلاس میں آپ لوگ، اب کل آپ لوگ کمیٹی کا اجلاس بُلا لیں اور اسکے بعد 13 تاریخ میں آپ رپورٹ پیش کر دیں۔ جنک صاحبہ! آپ پہلے تشریف رکھیں میں پہلے کارروائی کروں۔ میں آپ کو تھوڑی دیر بعد موقع دیتی ہوں، یہ ایک step آگے چلے جائیں۔ بلوچستان موٹرو ہیکل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2017ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2017ء) کا ایوان میں پیش کیا جانا۔ وزیر حکومتہ مال و ٹرانسپورٹ! بلوچستان موٹرو ہیکل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2017ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2017ء) پیش کریں۔

(خاموشی۔ وقفہ برائے اذان عصر)

انجینئر زمرک خان اچھزئی:- میڈم اسپیکر! میر خالد خان لاگونے ناراض ہو کر واک آؤٹ کیا ہے۔ کچھ لوگ بھیجیں اُس کو لائیں۔

میڈم اسپیکر:- جی آپ تشریف لے جائیں اگر لے آئیں، آپ چلے جائیں اور مجیب حسنی صاحب! اور آغالیاقت صاحب اگر آپ لے آئیں خالد لاگو صاحب کو please۔ جی منسٹر ٹرانسپورٹ!

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر حکومتہ مال و ٹرانسپورٹ):۔ میں وزیر مال و ٹرانسپورٹ، بلوچستان موٹرو ہیکل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2017ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2017ء) پیش کرتا ہوں۔

میڈم اپسکر:- بلوچستان موڑو ہیکل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 201ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 201ء) ایوان میں پیش ہوا۔ بلوچستان موڑو ہیکل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 201ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 201ء) کو قعدہ و انصباط کا ر بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قaudہ نمبر 84 کے تحت متعلقہ قائمہ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جی تک صاحبہ آپ کچھ کہنا چاہ رہی تھیں۔

محترمہ کشور جنک:- شکر یہ میڈم اپسکر! میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے چیف سیکریٹری صاحب کو مبارک باد پیش کرتی ہوں اور یہ امید کرتی ہوں کہ وہ اپنے فرائض منصبی کو زیادہ بہتر طریقے سے امور انجام دینگے اور بلوچستان کے جو حالات ہیں اور بلوچستان میں جو مسئلے مسائل ہیں ان مسائل کو حل کرنے میں زیادہ بھر پور کردار ادا کریں گے۔ شکر یہ۔

وزیر حکومتہ تعلیم:- میڈم! یہ جواب یہ آپ نے پیش کیا ہے ترمیم کے لیے۔

میڈم اپسکر:- میں نے کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔

وزیر حکومتہ تعلیم:- کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے؟

میڈم اپسکر:- جی ہاں۔

وزیر حکومتہ تعلیم:- ٹھیک ہے۔

میڈم اپسکر:- مشترکہ قرارداد نمبر 83۔ حاجی محمد خان لہڑی صاحب، مشیر وزیر اعلیٰ، محترمہ یا سمین لہڑی صاحبہ اور محترمہ راحت بی صاحبہ ارکین اسمبلی میں سے کوئی ایک ارکین اپنی قرارداد نمبر 83 پیش کریں۔

حاجی محمد خان لہڑی (مشیر برائے وزیر اعلیٰ):- شکر یہ میڈم۔ ہرگاہ کہ بلوچستان کا گرین بیلٹ نصیر آباد ڈویژن جو کہ زرعی اعتبار سے ملک اور خصوصاً صوبہ میں ایک الگ پہچان اور اہمیت رکھتا ہے۔ اس علاقے میں زرعی شعبے سے وابستہ زمیندار چاول اور گندم سمیت دیگر اجناس کاشت کرتے ہیں۔ اور ملکی معیشت کو مضبوط بنانے میں اپنا مثر کردار ادا کر رہے ہیں۔ چونکہ نصیر آباد ڈویژن کے ذریعے سے سکھر پیرانج اور گلہ و پیرانج سے زرعی زمینیں جن کو پٹ فیڈر، کیر تھر کنال سمیت دیگر چھوٹی نہروں کے ذریعے سے سکھر پیرانج اور گلہ و پیرانج سے پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں سندھ بلوچستان کے مابین آبی تقسیم ایک معاملہ بھی ہوا تھا۔ جس کے تحت سندھ نے بلوچستان کو ریچ سیزن کے لیے ہر صورت 2500 کیوں کی فراہمی کو یقینی بنانا ہے۔ لیکن اس حقیقت کے باوجود سندھ کی جانب سے ارساریکار ڈی 1991ء کی مسلسل خلاف ورزی کرتے ہوئے بلوچستان کو

اس کے حصے کا پانی نہیں دیا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے تقریباً 2 لاکھ ایکڑ اراضی پر زیر کاشت گندم کی فصل ختم اور زمیندار کوار بول روپے کے نقصان ہونے کا قوی اندازہ ہے۔ جس سے نصیر آباد ڈویژن کے زمینداروں میں سخت تشویش و مایوسی پائی جا رہی ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ حکومت سندھ سے رجوع کرے کہ وہ معاهدے کے مطابق بلوچستان کو اس کے حصے کا پانی کی فراہمی کو یقینی بنائے۔ تاکہ زمینداروں میں پائی جانے تشویش و احساس محرومی کا خاتمه ممکن ہو سکے۔

میڈم اسپیکر:- مشترکہ قرارداد نمبر 83 پیش ہوئی۔ کیا مرکین میں سے کوئی ایک محکم اپنی قرارداد نمبر 83 کی admissibility کیوضاحت فرمائیں گے۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ:- شکریہ میڈم اسپیکر! آج سے تقریباً 4 ہفتے ہو گئے ہیں سندھ گورنمنٹ نے صوبہ بلوچستان بلکہ ہمارے پٹ فیڈر اور کیر تھر کینال کے ربع کا جو سیزن بتا ہے۔ اس وقت بھی تقریباً 1000 کیوں کم 700 کیوں کم اور کبھی 500 کیوں کم shortfall کا shortfall ہے۔ اور ہر وقت جب پانی کم ہوتا ہے اور سے تو وہ اپنے سندھ کے دروازے جو ہے کھول دیتا ہے تاکہ ہمارے جو بلوچستان کا کینال ہے۔ ان water level اور پر ہے۔ جس میں پانی کا کم بھاؤں ان کے پاس جاتا ہے۔ اور پنجاب وہاں سے بلوچستان کے پانی کا کوٹھ چھوڑتا ہے۔ لیکن سندھ جو ہے اپنا پانی جو ہے وہ یعنی اپنے ایریا زیاد ہیں، ان کو سیلا بدیکھنے کے لیے چھوڑتا ہے۔ اور پچھلے ادوار میں تقریباً ایک ماہ ہوا ہے۔ CM سندھ کے ساتھ میٹنگ ہوا تھا۔ ہمارے cheif minister کا تو اس نے یقین دہانی کرایا تھا کہ ہم پٹ فیڈر ہو چاہئے کیر تھر کینال اس جتنے کیوں کم ربع وغیرہ کے بنتے ہیں۔ ہم برابر اس کو پانی دیں گے لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے۔ سندھ اپنے حدود میں تقریباً RD109 سے لیکر RD00 involvement کیا گیا یہ ورن سے لوگ نقل مکانی کر کے اور یہاں پر کینال کے اندر بیٹھیے ہیں۔ یہاں پر انہوں اپنے بنگلے بنائے ہوئے ہیں۔ اپنے گھر بنائے ہوئے ہیں۔ اور اس پر عملدرآمد نہیں کر رہا ہے اور ہر وقت اگر بلوچستان اپنا پانی مانگتا ہے تو وہ وہاں سے تو پانی برابر کر کے دیتا ہے وہاں سے شاہی کینال ہے جو سندھ کو پانی دیتا ہے تو وہاں سے ہمارا بلوچستان کا پانی کا share کم کر کے وہ اپنے سندھ میں جو شاہی کینال اس میں پانی زیادہ دیتا ہے۔ اور اس کے علاوہ جو ان کے کیٹ کی حالت ایسے ہیں کہ اکثر بلوچستان جو اپنے پھل صفائی کے بارے میں اس سے بات کرتا ہے۔ وہ جو آج اپنے پھل صفائی میں بھی ساتھ نہیں دیتا ہے، جہاں پر تقریباً اس کے 35 سے 40 کلومیٹر بنتے ہیں۔ اس کے

علاوہ اور جو ہمارے خاریف کے سیزن میں وہ ہمیں 6700 کیوںک پانی دینے کا پابند ہے۔ لیکن اس پر بھی عملدر آمنہبیں کر رہا ہے اس وقت تقریباً پٹ فینڈر پر 4 لاکھ ایکٹر گندم کاشت کی گئی ہے۔ اس میں اگر ہمیں صورتحال رہا تو 2 لاکھ ایکٹر بالکل جو کاشت کیا گئے بالکل صفائحی سے مت جائے گے۔ جہاں پر زمینداروں کا معاشی قتل ہو رہا ہے اور ہر زمیندار اس وقت میرے خیال میں اگر فی ایکٹر کے حساب سے اگر 14 ایکٹر کے حساب سے وہ 30 اور 50 ہزار روپے خرچ کیا گیا ہے۔ اگر سلسلہ یوں ہی چلتا رہا تو وہ اپنا معاشی قتل مجبور ہو جائے گے۔ لہذا میں اس ایوان کی توشیط سے اور ساتھ ہی یہ بات نواب صاحب اور حکومت بلوچستان اس سے بیٹھ کر بات کریں تاکہ وہ ہمارے بلوچستان کا حصہ بنتا ہے۔ اس کو ہمیں برابر دیں۔

میڈم اسپیکر:- جی یا سمین لہڑی صاحبہ۔ جی

محترمہ یا سینیٹ کی: شکر یہ میڈم اسپیکر! یہ جو مشترکہ قرارداد جو ہم نے پیش کی ہے یہ بہت اہمیت کا حامل قرارداد ہے۔ اس میڈم اسپیکر مجھے یاد پڑتا ہے کہ کچھل جو ہمارا چار سال period ہے۔ ہم اس پر کافی دفعہ بحث کر چکے ہیں۔ کہ ہمارے حصے کا جو پانی ہے وہ ہمیں نہیں دیا جا رہا۔ اس پر میرے خیال میں کمیٹیاں بھی بنائی ہیں کچھل دفعہ ہیں۔ اگر سیشن میں آپ کو یاد ہو آپ نے مختلف political parties میں ہیں۔ ان کے پارلیمانی لیڈران پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی کہ جن کی ذمہ داری تھی۔ کہ وہ جا کے sindh government سے اور CCI میں even ہمیٹھے کے اس issue پر بات کر لیں۔ میڈم اسپیکر بلوچستان کا زیر معاشر زراعت سے منسلک ہے۔ ہماری 70 سے 80 فیصد آبادی جو زراعت کے شعبے سے وابستہ ہے۔ لیکن ان کے لیے ہم نے کوئی خاطرخواہ relief دینے کا کام نہیں کیا۔ کبھی اگر ہم بات کریں کچھی کینال ہے وہ مشرف کے period میں مکمل ہونا تھا۔ لیکن وہ ابھی تک مکمل نہیں ہوا کیونکہ دوسرے صوبے کو پانی اشد ضرورت ہے۔ اس طرح سے جو سندھ کا پانی ہے جس میں ہمارا share due ہوتا ہے۔ اور کچھی کینال جو شروع میں design کیا گیا تھا۔ 3200 کیوں کے لیے design کیا گیا تھا۔ اس کے بعد جب اس کی expansion ہوئی اس میں 8600 کیوں تک کی گنجائش جو ہے وہ design کیا گیا۔ لیکن آج تک ہمیں اپنے حصہ کا پورا پانی نہیں ملا۔ اس پر میڈم اسپیکر ایک طرف سندھ حکومت جو ہے وہ بالکل اس کی ذمہ داری بنتی ہے۔ اس کی ذمہ داری بنتی ہے۔ federal government کی ذمہ داری بنتی ہے۔ وہاں پر ساتھ ساتھ ہی ہماری بہت بڑی ذمہ داری بنتی ہے۔ بلوچستان گورنمنٹ کی کہ ہم نے اس پورے عرصہ میں کیا جو ہے وہ اپنا output دیا ہے۔ کیونکہ اگر ہم جو ہے

dialog کی جو یہ process ہے۔ اس کو نہیں کرتے۔ اگر ہم اس میں شدت نہیں لاتے تو ہماری جو عوام ہے۔ جس کا گزر برابر ہی جو ہے وہ زراعت پر ہے وہ ان کو پھر ہم کہاں سے relief دینے گے۔ میڈم اسپیکر اس اسمبلی کے اندر میں نے بہت بڑی بڑی مثالیں جو ہیں وہ دیتے ہوئے سنی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کی مثالیں بھی دیں جاتی ہیں۔ ان کی جو دور خلافت میں اگر کوئی کتاب بھی بھوک سے مرتاحاً تو وہ ساری ذمہ داری جو ہے وہ اپنے اوپر لیتے تھے۔ اور اگر ہم جو ہے یہ مثالیں اس وقت ہمیں زیب دیتی ہیں۔ جب ہم بلوچستان کے حقوق کے لیے صحیح و شام ایک کر کے ہم ان کو relief دیں۔ میڈم اسپیکر! یہاں پر اٹھاریوں ترمیم کی بات ہوتی ہے۔ کہ جی اٹھاریوں ترمیم میں جو بھی ادارے منتقل ہوئے ہیں۔ جو ابھی تک جو ہے وہ من و عن کا مان نہیں کر رہے۔ نہ جو ہے وہ surface کے جو underground resources ہیں۔ نہ اس کے ہم مالک بننے ہیں۔ نہ resources کے جو resources ہے ان کی جو ہے وہ حق خود رادیت اس پر دی جاری ہے۔ نہ یہ ہے مطلب ہمیں federal resources میں share jobs ملتا ہے۔ تو پھر یہاں کی عوام اگر جائے تو کہاں جائے۔ میڈم اسپیکر میں صحیح ہوں کہ یہ بہت اہم نوعیت کا مسئلہ ہے اس میں ایک عظیم لیڈر کی مثال دوں گی۔ لیں جو کہ ایک بہت بڑے leader انتھوں جو ہے ایک دفعہ اپنے پارلیمنٹ کے اندر آغازیافت صاحب اگر آپ سنے گئے۔ تو بہت اچھی مثال ہو گی ہم بھی اس کو apply کریں گے اپنے حکومت کے دوران انہوں جو ہے ایک مرتبہ اپنے پارلیمنٹ کے اندر وہ ایک مرغ اپنے ساتھ لائے اور پارلیمنٹ اندر جو ہے اس مرغ کے ایک پر اس نے کاٹا پھر اس نے دوسرا پر گناہ سارے پارلیمنٹ کے ممبران حیرانگی کے ساتھ دیکھتے رہے کہ یہ کر کیا رہا ہے۔ اس کے بعد پڑ کاٹے کے بعد جو ہے۔ وہ مرغا جو ہے اس کو زمین پر چھوڑ اور دانہ ڈالنے لگا۔ وہ مرغا جو ہے وہ اپنے کاٹے ہوئے پر کے ساتھ دنے کے لیے اس کی طرف جو وہ دوڑا چلا گیا۔ اور لیں جو ہے وہ پورے پارلیمنٹ کے اندر دانہ ڈالتا چلا گیا۔ اور وہ مرغا اس کے پیچے پیچے دنے کو وہ جو ہے چونگے کے لیے آتا چلا گیا۔ پھر اس نے مثال دی اس نے کہا کہ سرمایہ دارانہ جو system ہے۔ یہ اس کی بہتر مثال ہے کہ پہلے آپ جو ہے غربیوں کا مظلوموں کا مزدوری کا خون چنسوں اس کے بعد جو ہے آپ ان کو جو ہے دانہ وہ آپ کے پیچے آئیں گے۔ آپ کو وہ وہ بھی کرتے رینے کے آپ بہت اچھے انسان دوست ہوں۔ میں صحیح ہوں کہ آج جو مطلب جو ہے حکمران کا شکل adjust کرتی ہے وہ یہی ہے ہمارے حکمران یہی کرتے رہے ہیں۔ اور یہ ہوتا رہا ہے کہ پہلے مظلوموں کا خون چنسوں اس کے بعد balochistan development package کے نام پر package دو پھر جو ہے مطلب یہاں عوام جو ہے آپ کے بہت زیادہ خوش آمدید بھی کریں گے۔ آپ کو leader بھی مانگے

-میدم اسپیکر اس طرح سے نہیں چلیں گا۔ اس سے پہلے 21 یوں صدی سے پہلے شاید ایسا ہوتا ہوں۔ کہ آپ جو ہے ہے at a time سارے لوگوں یوقوف بنا سکتے تھے لیکن اگر ابھی آپ یوقوف بنانے جاؤں گے تو لوگ ہو گئے لیکن وہ مختصر مدت کے لیے یوقوف بننے گے۔ آخر کار وہ اپنے rights کو سمجھ گئے۔ اور ان کو یہ بھی پتہ چلا گا کہ ان rights کو violate کرنے کے پیچھے کون سے عناصر ہیں۔ میدم اسپیکر یہاں پر federal government سندھ حکومت کے حکمرانوں سے میں یہی اپیل کرتی ہوں اور خاص طور پر اپنے جو پارلیمنٹ جو دوست ہیں ان سے جو میری دست بستہ گزارش ہے۔ کہ ہم اپنے rights کے لیے پریشر کریں federal government کو پریشر کریں sindh government کو پریشر کریں۔ یہ کیا مذاق ہے اگر سندھ کے حصہ کا پانی پنجاب لے جاتا ہے۔ تو سندھ ہم سے کیوں بدلا لینے کے لیے بلوچستان کے حصہ کا پانی روکتا ہے۔ -میدم اسپیکر یہ ملک جو ہے وہ چار قومیوں کا چار اکائیوں کا چار صوبوں کا جو وہ ملک ہے چار ستونوں پر کھڑا ہے۔ اگر اس میں ایک ستون کمزور پڑے تو پھر جو وہ پوری عمارت جو وہ کمزور ہو گی۔ اب اس طرح سے نہیں چلے گا۔ میدم اسپیکر ہم جو یہاں بڑی بڑی با تیں کریں بہت بڑی بڑی مثالیں دیں۔ لوگوں کو impress کریں لیکن اپنے لوگوں کے لیے کچھ نہ کریں۔ تو میری اس ایوان سے گزارش ہے کہ ہمارے لوگ اس کو practical serious dialogue کرنا ہے۔ وہاں پر کریں لیکن خدار اس مسئلہ کو، گفتن، نشتن، برخاستن نہ کریں کہ بس ایک قرارداد پیش ہوئی۔ یہ جو وہ پر جا کر dump ہو گی جہاں پر پہلی قرارداد یہ ہوتی رہی ہیں۔ اور ہم جو ہیں ایک دوسرے کو واد واد کرتے رہیں گے۔ میدم اسپیکر نہ جو ہم قدرت ہمیں معاف کریں گے، نہ اللہ ہمیں معاف کریں گا۔ نہ بلوچستان کے عوام ہمیں معاف کریں گے۔ اگر ہم نے ان کی جو نمائندگی صحیح طرح سے نہیں کی۔ thank you so much.

میدم اسپیکر:- جی جعفر مندو خیل صاحب۔

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر حکومہ مال و ثراث نسپورٹ) :- بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکر یہ میدم یہ مشترکہ قرارداد پر آپ نے بولنے دیا۔ میں تمہتا ہوں کہ ہمارے صوبے کا واحد رعنی علاقہ ہے۔ نصیر آباد و ڈیرن اور یہ علاقہ اس کا واحد رعنی علاقہ یہی ہے جس کا گز رسیہ ہمارے پانی کے share پر ہوا ہے۔ اگرچہ کہ ہمارا پانی کا share ہمارے پاس اٹھنے کے لیے ہمارے پاس capacity بھی نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہمیں کو اتنا پانی نہیں

ملتا ہے کہ ہم اپنے موجود فضلوں کو پانی دیں۔ اور وہ ذاتی ہمارے ساتھ کون کرتا ہے سندھ کرتا ہے۔ جس کا شروع سے ہمارے صوبے میں کالاباغ ڈیم کا مخالفت صرف ایک بیشاد پر کی ہے۔ کہ کالاباغ ڈیم کی مخالفت اس وجہ سے کرتے ہیں۔ کہ ہمارے سارے جو حقوق ہیں وہ سندھ کے ساتھ ہے یہ ہمارے مقادات سارے سندھ کے ساتھ ہے۔ جب ایک پوری اکائی نے ان کے لئے اتنا stand ہے۔ ہم تو خوش ہے کالاباغ بننے پانی زیادہ ہو جائے کچھ زیادہ مل جائیگا۔ ان کو وڑی سے ینجپے پانی جاتا ہے نہیں جاتا ہے یہ ان کا غم ہے۔ لیکن ہم ان کا تکلیف کو اپنا مخصوص کرتے ہوئے ان کا stand اپنایا ہے۔ اس کے باوجود ہمارے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے آج کا نہیں ہے یہ ہر وقت کا ہے۔ ہمارے جو زمیندار روئے پھرتے ہیں۔ اس وقت ایک دوسرے ساتھ لڑتے ہیں۔ دشمنیاں ہوتی ہیں پانی کا اپنا share due تو کیا اس سے آدھا بھی نہیں ملتا ہے۔ یہ سارے گذویریں کو پیے دیتے ہیں۔ سکھر بیراج سے پانی دیتے ہیں اس سے کاٹ کر کے major share اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ جو فتح جاتا ہے۔ ہم لوگوں کو برائے نام دیتے ہیں۔ ابھی ہم پٹ فیڈر سے کوئی کوپانی دے دینے کے جو سب سے اہم اسکیم ہے۔ کیونکہ کوئی میں پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اگر پانی فراہم نہیں کیا تو کوئی ویران شہر بن جائیگا مستقبل میں۔ اسی پانی پر ہماری نظر ہے اسی کے لئے ہم نے چالیس ارب کا بجٹ رکھا جس میں سے 9 ارب اس سال لئے پھر ابھی اُس کوی پیک میں ہم لوگوں نے دے دیے۔ لیکن اگر ہمارا پانی وہاں سے نہیں ملے گا ہم یہ پائپ لائن بچا کر کے جب زمیندار کیلئے پانی نہیں ہوگا وہ آپ کو کہا رہا پانی دے دیگا ہم نے تو اپنے پانی کا Calculation لگایا اپنے شیئر کے حساب سے لگایا ہے کہ ہمارا اتنا شیئر بنتا ہے۔ جس میں ہمارا اثر سرپلس ہے جس میں کوئی اور جو دوسرے علاقے ہیں۔ اور جو ہمارا شیئر نہیں دینے کے تو وہاں پٹ فیڈر، نصیر آباد اُن زمینداروں کی اپنی فصلیں خشک ہونگے وہ کوئی کیلئے کدھر پانی دینے کے۔ یا بقایا اُن کیسا تحفظ کی جائے اُن کو کہہ دے کہ فصلیں تباہ کر لیں یہ پانی ہم کو کوئی کیلئے دے دیں۔ یہ مجھے ناممکن جیسا لگتا ہے۔ سب سے پہلے اگر یہ ملک ہے اور چارا کا کائیاں اس کے فیڈریشن کی یونٹ ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے حقوق برابر ہیں اور حصے برابر ہیں۔ ابھی پنجاب اور اُن کا یہ اپنا مسئلہ ہے۔ ہم تو کبھی پنجاب کے باروڑ پر بیٹھ کر کے ہم نے یہ حساب نہیں لگایا کہ سندھ کو پانی ریلیز کرتے ہیں۔ لیکن جتنا شیئر ہم کو سندھ کے پانی سے ملے گا جو اور پر سے آتا ہے۔ ان کا پانی بھی نہیں ہے۔ یہ جو دریائے انڈس جو آ رہا ہے۔ اور پر سے یہ وہی پانی ہے جس میں سے پنجاب کو اپنا شیئر ملتا ہے۔ ہم کو اپنا شیئر ملتا ہے۔ سندھ کو اپنا شیئر ملتا ہے۔ جس میں سب سے کم حصہ ہمارا ہے۔ اگر وہ اتنا انشوہ نہیں کرتے ہیں یہ کم حصہ ہم کو دیدیں۔ that believe وہ ہم لوگوں کو کسی Consideration میں نہیں

لے آتے ہم پھر کیوں انکی حمایت کریں اور ان کے ہربات کی حمایت کریں کہ ہمارے سارے مفادات سنده کے ساتھ لہذا کالاباغ ڈیم نہیں بننا چاہئے ہم تو کہتے ہیں کہ بناؤپانی زیادہ ہوگا اچھا ہے ان کو زیادہ ملے گا۔ ہمارے کم از کم آٹھ، دس لاکھا یکڑا اور آباد ہو جائیں گے۔ ہم لوگوں کامفاداں میں تھا۔ لیکن بنیادی طور پر ہم نے سنده کا ساتھ دیتے ہوئے انہی کی جو ایک سلوگن تھی یا انہی کی ایک خدشہ تھا اُس کو ہم نے اپنایا تھیک ہے ہم کالاباغ کے مخالفت کرتے ہیں اور سنده نے اُس کے بجائے کوئی نیکی کرنے کی ہمارے حصے کا پانی کاٹ لیا یہ بڑا Serious issue ہے۔ اس کو ہمارے خیال میں CCI اور ہرفارم میں اٹھانا چاہئے۔ بلکہ میں اپنے سینیٹر ز صاحبان کو کہوں گا جس میں ہمارے اپنے یہاں کے ماشاء اللہ بڑے اچھے اتفاق سے ہیں۔ کہ یہ مسئلہ سینٹ میں بھی اٹھائے کہ بلوچستان کا کیا قصور ہے۔ کہ اُس کو اپنے شیر کا پانی نہیں مل رہا ہے جب ہم کو اپنے شیر کا پانی نہیں ملتا ہے تو لازماً ہم متاثر ہوتے ہیں۔ اور سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ کوئی شہر ہے Which is almost 30% or 40% of Balochistan میں نیصد کم از کم ہے بلوچستان کا اُس کے لئے بھی ابھی پانی کا فائل منصوبہ بلکہ یہ آج فائل نہیں ہے۔ گورنمنٹ کے زمانے سے گریٹروائز پلاٹی کا جواہر سیکم بنا تھا۔ وہ بھی پٹ فیڈر سے ہی پانی لانا تھا feasible ہی ہے اور کوئی اس طرح Permanent source نہیں ہے جو ہمیں اتنا پانی دیدیں جو اتنے بڑے شہر کو Cater کر سکے۔ انڈر گراؤنڈ سوس آپ کا deplete ہو جائے گا within ten years or fifteen years اس سے زیادہ وہ نہیں لے گا۔ یہ میاں غندی سائیڈ یہ دوسرا خشک ہو گیا وہاں درخت کٹنے شروع ہو گئے۔ یہ بقا یا کچھ وقت لے گا کوئی دو دو سال تین تین سال آخر ٹوٹل خشک ہو جائے گا ہم لوگ پانی کدھر سے پیسیں گے؟۔ جب پانی ہم لوگوں کا آخر کار آئے گا پٹ فیڈر سے۔ چاہے راستے میں جتنے بھی مشکلات ہوں چاہے اُس کے اوپر جتنا بھی Cost ہو۔ ہم لوگوں کا اگر شہر بقا یا رکھنا یا صوبے کا ہیڈ کواٹر بقا یار کھانا ہے تو اُس کو پانی ہم نے فراہم کرنا ہے۔ جب پانی اُن لوگوں کیلئے نہیں ہے جو وہاں رہتے ہیں۔ ہم کو کدھر سے پانی دینے کوئی کوتولہ لہذا ایک Serious مسئلہ ہے۔ اس اسمبلی کے آج جو قرارداد move ہوئی ہے اسکو ہم بھر پور سپورٹ کرتے ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں ہم کو اپنے MNA's سینیٹر ز ان کو بھی کہنا چاہئے کہ نیشنل اسمبلی اور سینٹ میں یہ آواز اٹھائیں اور یہ حقائق اُن لوگوں کو بتا دیں کہ ہماری Original position کیا بن رہی ہے پلس ہم کو CCI میں سب سے پہلے یہ بات اٹھانا چاہئے ہم کو ملتا کیا ہے۔ کچھ بھی نہیں ہم کو تو بیٹھا دیتے ہیں انہوں نے جو ایک لست بنائی ہوتی ہے۔ میں نے شروع سے دیکھا بلکہ دن بہ دن خراب ہوتا ہے۔ پہلے تو لست کا پوچھ لیتے ہیں۔ کہ لست میں کیا ڈالے

ابھی تو تیار لسٹ ہمارے سامنے رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس پر دستخط کر دوں۔ کم از کم اُس لسٹ میں یہ چیز بھی ڈال دے کہ ہم لوگوں کا یہ حمینہ مسئلہ ہے۔ اور ہمارا مسئلہ حل کر دیا جائے۔ thank you Madam
میڈم اسپیکر:-
زمک خان اچکزئی صاحب۔

انجینئر زمک خان اچکزئی:- شکر یہ میڈم اسپیکر! میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا جو قرارداد پیش ہوئی ہے گورنمنٹ کی طرف سے ہمارے جودوست ہیں۔ بلوچستان کا جو مسئلہ ہمارے وفاق سے یا حکومت سندھ سے تعلق ہو میرے خیال سے 9 سال میں، پچھلے گورنمنٹ میں بھی اس حوالے سے ہم نے قراردادیں پیش کیں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی اور جو ریکوڈ کے حوالے سے تھا یا ساحل و سائل کے حوالے سے تھا ہم نے اس پر مختلف وقت میں مختلف سیشنوں میں اس پر قرارداد پیش کی اور اس پر اب تک عمل درآمد نہیں ہوا ہے۔ جو تفصیل جعفر خان صاحب نے دی میں اُن سے متفق ہوں۔ اور دوبارہ اُن باقتوں repeat نہیں کرنا چاہتا ہوں میں صرف اتنا کہوں گا یہ جو مسئلے چاہے سندھ کے ساتھ ہو چاہے پنجاب کے ساتھ ہو چاہے صوبہ پختونخوا کے ساتھ ہو اُن کو پیش کرنے کیلئے میں اس میں ایک ترمیم کروں گا کہ اس میں یہ شامل کریں کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ حکومت سندھ اس سے پہلے وفاقی حکومت بھی لکھے دونوں کو کر لیں کہ وفاقی حکومت کو اور سندھ حکومت۔ وفاق ہمارے ساتھ ہو گا تو ہمارے اس مسئلے پر کچھ عملدرآمد ہو گا کیونکہ ہمارے قراردادوں پر آج تک کوئی عمل درآمد ہوا ہی نہیں جس مسئلے پر پیش کی۔ دو دون پہلے بھی PIPS کی ایک مینگ میں سردار رضا بڑیج، در محمد ناصر، ہماری بہن میڈم اسپوزمی نے شرکت کی۔ جس سندھ، پنجاب کے ممبران بھی تھے۔ ہم سمجھ رہے تھے کہ شاید ہمارے قراردادوں پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے اور ہر تو سندھ والوں نے بھی کہا کہ ہمیں بھی کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ پنجاب اور پختونخوا والوں نے بھی کہا۔ یہ کام دراصل وفاق ہے۔ ارسا کا جو فارمولہ تھا طے ہوا ہے جو معاهدہ ہوا ہے۔ کسی صوبے کے ساتھ ہوتا ہے چاہے کوئی بھی صوبہ دوسرے سے معاهدہ کرتا ہے۔ تو اُس میں جو وفاق ہوتا ہے۔ کیونکہ سارے مجھے جو ہیں وفاق کی ساتھ ہے یہ فیڈرل issues ہے۔ اور ان پر عملدرآمد کرنا فیڈرل کا کام ہے کہ وہ بلوچستان کو کہہ دے یا سندھ کو کہہ دے یا پنجاب کو کہہ دے۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ پہلے ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ ہم یہ قرارداد پیش کریں گے۔ پھر یہ دی کی ٹھوکری میں ڈال دیتے ہیں اور اس کا جواب ہی نہیں دیتے ہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں چلو ہماری قراردادوں میں اگر کوئی ایسی غلطی ہو سکتی ہے۔ شاید ہم وہ issues پیش کرتے ہیں جو ہمارے اختیارات میں ہے نہیں ہم وفاق سے وہ چیز مانگتے ہیں جو وفاق دے

ہی نہیں سکتا ہے۔ لیکن ہماری بات یہ اگر وہ دے نہیں سکتا ہے تو ایک عزت سے ہماری قرارداد کو واپس کر دے۔ اُس میں ہمیں تجویز دیدیں کہ جی آپ کی قرارداد مطلب منظور ہونے سے بالاتر ہے۔ ہم اس کو قومی اسمبلی میں پیش نہیں کر سکتے ہیں۔ یا اُس کو ہم سینٹ میں پیش نہیں کر سکتے ہیں۔ تو ہمارے یہی شکایت ہے کہ وہ جا کر اُدھر ہی dump ہو جاتا ہے۔ اور آج تک اُس پر غور ہی نہیں ہوا ہے۔ غور کیوں نہیں ہوتا ہے۔ میڈم اسپیکر آپ ہماری پوری اسمبلی کی نمائندگی کرتے ہیں آپ as a speaker ان کو ایک خط لکھ دے۔ ہم جو قراردادیں پیش کرتے ہیں۔ اگر وہ منظور نہیں ہوتی ہے۔ وہاں پر نہیں بھیج سکتے ہیں۔ واپس تو کر سکتے ہیں۔ ہمیں بتا دیں کہ ہم نے کیا قراردادیں۔ جس طرح بلیو پا سپورٹ تھا۔ ہم نے ایک issue اٹھایا پنجاب نے بھی پاس کیا ہم نے بھی پاس کیا شاید سنہ اور پختونخوانے بھی پاس کیا۔ کیا ہم پارلیمنٹرین ہے نہیں؟ جب سینٹ کو ہم ہی بناتے ہیں۔ سینئر زادی اسمبلی سے جاتے ہیں جس کو ہم ووٹ دیتے ہیں۔ اُس سینٹ کو بناتے ہیں ہم صوبائی اسمبلی۔ اُس کے فیبلی کو بھی ملتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ ریٹائرڈ ہوتا ہے۔ ان کو بلیو پا سپورٹ دیتے ہیں۔ ہمیں نہیں دیتے ہیں۔ کم از کم وفاقی وزیر داخلہ کو چاہے کہ یہ جو صوبائی اسمبلی ہے کیا اس کو آپ پارلیمنٹ سمجھتے ہی نہیں؟ آپ لکھ کر ہمیں بھیج دوں کہ جی آپ کے اس قرارداد میں کوئی وزن ہی نہیں ہے۔ آپ اس کو پیش نہیں کر سکتے ہو۔ ہم آپ کو نہیں دیتے ہیں۔ ہمیں کوئی جواب تو دیدیں۔ آپ اس کے متعلق ان کو یہ کہہ دے کہ ہماری جو قرارداد آ رہی ہے۔ اس قرارداد پر ہمیں کیا جواب ملے گا۔ نہیں کرتے ہو تو بھی جواب دے دوں کرتے ہو تب بھی جواب دے دوں۔ اس میں وفاق کو شامل کیا جائے اور سنہ حکومت کو بھی ایڈر لیں کیا جائے دونوں کو اور اس پر جو بھی جواب ملتا ہے۔ آپ ان سے جواب لے لیں۔ بار بار ان کو لکھ دے کہ ہمیں اس کے متعلق چاہے کہ کون کرے۔ اگر وفاق یہ کہتا ہے کہ جی یہ میرے اختیار نہیں میں سنہ حکومت کو جو فورس نہیں کر سکتا ہوں۔ وہ میری بات نہیں مانتا پھر تو ٹھیک ہے۔ پھر ہم اپناراستہ ڈھونڈتے ہیں۔ کہ ہم میں اتنی قوت ہے کہ ہم اپنا حق حاصل کر سکے اگر نہیں کر سکتے ہیں۔ تو بیٹھ جاتے ہیں۔ یہ بات کر کے قراردادیں پیش کرتے رہیں گے اور بھیجتے رہیں گے۔ تو میرا یہی گزارش ہے آخر میں اتنا کہوں گا کہ آپ اس میں وفاقی حکومت بھی ڈال دے ہمارے محکمین جنہوں نے پیش کیا ہے اور سنہ حکومت کو اور زیادہ ایڈر لیں وفاق کو کر دے۔ وفاق کو چاہے کہ وہ سنہ حکومت سے ہماری جواب طلبی کریں اور کیوں اس فارموں پر عملدرآمد نہیں ہوتا ہے کیوں ہمارے پانی کا حصہ نہیں ملتا ہے۔ thank you

میڈم اسپیکر: ویسے زمرک خان صاحب آپ نے جو یہ بلیو پا سپورٹ کی بات کی۔ اس پر کافی ریمانڈ رز ہماری

طرف سے جا چکی ہے۔ اور ہر قرارداد کے ساتھ ایک letter بھی جاتا ہے کہ اس کا جواب دیا جائے۔ جی رحیم زیارتوال صاحب۔

وزیرِ حکومہ تعلیم:- شکریہ میڈم اسپیکر! جو قرارداد اس وقت ایوان کے سامنے ہے دوستوں نے اس پر بات کی میں تو سب سے پہلے اس پر آتا ہوں۔ کہ جہاں سے پانی آ رہا ہوتا ہے سب سے پہلا حق ان علاقوں کے عوام کا ہوتا ہے۔ اور Water accord جو ہوا اس پر ہمارے objections تھے اُس وقت بھی اور اس معاملے کے محمود خان اچکزئی صاحب نے قومی اسمبلی میں پھاڑ کر پھینک دیا تھا کہ ہم اس کو نہیں مانتے ہیں۔ وہ اپنی جگہ پر علیحدہ بحث ہے۔ کہ ہم اس کو کیوں نہیں مانتے ہیں ہماری ساری زمین وہاں پر خبر پڑی ہے اور ہمیں صرف جو پانی کا مالک ہے۔ اُس کو مکمل پانی سے صرف آٹھ حصہ دیا گیا ہے۔ لمبی چوری بحث ہے ہماری کو دو جگہ پر divert کر کے جہلم، چناب وہ جو نک بنا یا ہے جو پانی کو divert کیا گیا ہے۔ اور سے جو پانی باندھا گیا ہے انڈیا نے تو ہمارا یہ پانی وہ دے رہے ہیں ایک تو یہ اور اس کے ساتھ ساتھ جو پانی کا مسئلہ ہے۔ یہ بہت گھمی بر مسئلہ ہے۔ اور جو بات ہم کر رہے ہیں کہ کالا باغ ڈیم میں ہم نے سندھیوں کی حمایت کی ہم اپنی انٹریسٹ رکھتے ہیں۔ سب نے دیکھ لیا 2010ء میں جو سیالاب آیا۔ کالا باغ ڈیم نہیں تھا ہمارے خیر پختونخوا کے چار اضلاع زیر آب تھے۔ اور ہفتوں زیر آب تھے۔ اور کالا باغ ڈیم بننے کے بعد اب تو پریلیکلی یہ ہو گیا ہے کہ جب وہاں پانی کا راستہ بھی نہیں ہو گا۔ تو پھر ہم مہینوں زیر آب ہونگے اس میں چار سدہ ہے اُس میں صوابی اُس میں نوشیرہ ہے اور including پشاور کے کچھ حصے اسی میں ڈوب جاتے ہیں۔ تو کالا باغ ڈیم کی ہم اپنے اُس پر مخالفت کر رہے ہیں۔ کہ ہمیں جو مسئلہ درپیش ہو گا وہ یہ ہے کہ ہم ڈوب جائیں۔ اب کسی کو پانی دینے کیلئے ڈیم جتنے بھی بناتے ہیں۔ ہمیں کوئی وہ نہیں ہے لیکن کالا باغ ڈیم کی اس بنیاد پر ہم نے مخالفت کی تھی۔ یہاں پر دوستوں نے اس پر بات کی کہ ہم نے آپ کے لئے فلاں کیا ہم نے کسی کیلئے نہیں کیا ہے، ہم نے اپنے طور پر اپنے جوانترست ہے جو مفادات ہیں ہمارے ہم نے اُس کیلئے بات کی ہے۔ میڈم اسپیکر! یہ جو قرارداد آج ہاؤس کے سامنے ہے یہ CCI کا subject ہے اور سندھ گورنمنٹ کی ساتھ ہماری صوبائی گورنمنٹ کی جو قرارداد ہو گی ہم اُن کیا تھے یہ debate نہیں کر سکتے ہیں آپ سب کو معلوم ہے جب ڈیم بنائے جائے جب ڈیم جو ہی سولی ہمارے صوبے کی زمین پر بنی ہے۔ اُس میں سارا پانی بلوچستان کا جاتا ہے اور وہاں جو اُس کے لیے ہیں پانی چھوڑنے کی وہ صرف سندھ میں ہیں اور اُس کی رائٹی کے حوالے سے بھی یہاں پر بار بار بات ہوئی تھی اُس میں تقریباً سندھ ہمارا پچاس ارب تک مقرر و ضم ہے۔ لیکن یہ بھی CCI کی میٹنگ میں اٹھایا گیا تھا CCI وہ فورم

ہے۔ کہ وہاں پر وزیر اعظم ان کی صدارت کرتے ہیں۔ چاروں وزیر اعلیٰ اُس کے ممبر ہیں یہ چیزیں وہاں پر debate ہوتی ہے تو جو قرارداد اس وقت ہمارے سامنے ہے ہمارا انڈس کمانڈ ایریا نصیر آباد کا یہ جو پورا علاقہ ہے اسکا پانی اور اُس پانی میں ارسان نے یہ کام کرنا ہے۔ پانی کی تقسیم کو ممکن بنانا جو انتہاری پانی کیلئے ہم قائم کرچکے ہیں یہ اُسکی ذمہ داری اور ڈیوٹی ہے۔ کہ جو پانی مہبایا ہے available ہے اُس پانی کو دیکھے جن کا جتنا شیئر کٹ جاتا ہے اُتنا شیئر ہمارا بھی کٹ جائے لیکن ایسا نہیں کہ ہمارا سارا پانی روکے ہمیں سرے سے پانی ملنے اور باقی لوگوں کے پاس پانی چلا جائے۔ یہ درست نہیں ہیں۔ میرے خیال میں اس قرارداد کی متن کو تبدیل کرنا ہو گا یہاں پر جو لکھا گیا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ حکومت سنہ سے رجوع کرے یہاں پر صوبائی حکومت سفارش کرتی ہے۔ یہ ایوان سفارش کرتی ہے کہ صوبائی حکومت فیڈرل سے مرکزی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ پانی معابدے کے مطابق ہمارا جو شیئر بتتا ہے وہ شیئر ہمیں دیں۔ میرے خیال میں اس قرارداد کی جو متن ہے وہ ٹھیک ہے مطلب یہ ہے کہ بات اصل میں وفاقی گورنمنٹ کے ساتھ ہے اور آئین کے تحت CCI کا subject ہے اس قسم کے تازہات میں اور خصوصاً وفاقی گورنمنٹ ارسا کو پابند کرنا ہو گا کہ پانی کی تقسیم میں جو بھی جس کا جو بھی حصہ ہے اس حصے کا اگر پانی کم ہو گیا سردي کے موسم میں پانی کم ہو جاتا ہے برف جم جاتی ہے پانی جم جاتا ہے پیاری سسلوں میں تو پانی کم ہوتا ہے تو کم پانی میں بھی جو شیئر بتتا ہے جتنا کیوں کہ پانی آ رہا ہے پنجاب کا جو شیئر بتتا ہے خیبر پختونخوا کا جو شیئر ہے سنہ کا جو شیئر ہے اور بلوچستان کا جو شیئر ہے اس شیئر کے مطابق انہیں پانی ملنا چاہیے تو یہاں اس کو سنہ حکومت کی بجائے وفاقی حکومت اور وفاقی حکومت پھر ارسا کو پابند کریں کہ اس کو وہ کریں تو اس قرارداد کی میں حمایت کرتا ہوں یہ چیز کرنے کے ساتھ ساتھ اور ساتھ ہی ہم ذاتی طور اس پر نواب صاحب کو کہہ دیں گے کہ پانی کا جو مسئلہ ہے وہ وفاق کی ساتھ اور جعفر خان صاحب نے ہمارے ایم این اے اور سینیٹر کی بات کی ہے ان کو بھی بتا دیتے ہیں کہ مسئلہ بن گیا ہے اور گھمیز ہوتا جا رہا ہے اور فصل ابھی کپنے کو ہے مارچ کے اخترک گندم کی فصل پک جاتی ہے جو پانی کی ضرورت ہے اور اس ضرورت کے تحت ارسا کو پابند کریں کہ ای جلاس کاں کریں اور ان کو بلاۓ ان کو بیٹھائے اور ان سے مطالہ کریں کہ ہمارے حصے کا پٹ فیڈر کی جو پانی ہے وہ پانی اسی طریقے سے چھوڑا جائے۔ تو میں اس ترمیم کے ساتھ قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہ میں ذاتی طور پر نواب صاحب کو بھی اور سینیٹر صاحب کو بھی مطلع کروں گا کہ وہ اس پر ایکشن لیں اور وہاں پر کسی کو بلاۓ تاکہ یہ مسئلہ اگر یہ دن گزر جاتے ہیں تو اس کے بعد اگر پانی مل بھی جاتا ہے تو کم سے کم ہماری فصل خراب ہو جائیگی تو انہیں الفاظ کے ساتھ میں آپ سے اور

پورے ایوان سے request کرتا ہوں کہ یہ ترمیم کر کے اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔

میڈم اسپیکر:- تو اس پر اس ترمیم کیسا تھکہ کہ لہذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ ارسا اور حکومت سندھ کو اس بات کا پابند کریں کہ وہ پانی معاهدے کے مطابق بلوچستان او رنام صوبوں کو۔۔۔ (مداخلت)۔

وزیر یحکمہ تعلیم:- لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ معاهدے کے تحت یا معاهدے کے مطابق ارسا کو پابند کریں کہ وہ بلوچستان کو اس کے حصے کا پانی کی فراہمی کو یقینی بنائے۔

میڈم اسپیکر:- دیسی ایم صاحب کی بھی ملاقات ہوئی تھی سی ایم سندھ سے۔ اور ایک کمیٹی بھی بنی ہوئی ہے، تو ان تمام فورمز کو بھی کریں۔ جی میں اس کو پڑھ لیتی ہوں۔ لہذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے۔

وزیر یحکمہ تعلیم:- لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے۔

میڈم اسپیکر:- لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ ارسا اور صوبائی حکومت کو۔

وزیر یحکمہ تعلیم:- نہیں نہیں۔ لکھ کر کے بھجواد دینا ہوں۔

میڈم اسپیکر:- آپ کی نذکورہ جو ترمیم ہے اس کے ساتھ میں ایوان سے جو ہے وہ پوچھ لیتی ہوں کہ جو ترمیم زیارت وال صاحب نے پیش کی ہے کیا مشترکہ قرارداد نمبر 83 کو ترمیم کیسا تھکہ منظور کیا جائے؟۔ مشترکہ قرارداد نمبر 83 منظور ہوئی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی:- میں تھوڑا سا بتاؤں۔ ہمارے ممبر خالد لال گلوکے پاس ہم گئے تھے میں تھالیافت آغا تھا اور مجیب محمد حسنی صاحب تھے ان سے بائیکاٹ کیلئے ہم گئے تھے وہ کہہ رہا تھا کہ میں آنا چاہتا ہوں لیکن وہ چلے گئے۔ کہتا ہے میں ٹھیک نہیں ہوں ورنہ اس نے اپنے وہ کچھ تجاویز جو بولتا ہے کہ میں آج کا بائیکاٹ ختم کرنا چاہتا ہوں اس پر کہ میرے وہ جو تحفظات ہیں خالق آباد کے حوالے سے اور جو بھی ہے پی ایڈڈی مسٹر سے اس کو حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور اگر ہم یہ انکو تھوڑا سا مطمئن کریں اگلے اجلاس میں تو میں اپنا بائیکاٹ ختم کرنا چاہتا ہوں۔ نہیں تو میں اپنا بائیکاٹ ہے اس کو جاری رکھنا چاہتا ہوں۔ آج اس نے ختم کیا۔ لیکن وہ آنہیں سکتا

تھا۔

میڈم اسپیکر:- ٹھیک ہے اس بارے میں میں چونکہ رولنگ دے چکی ہے۔ قائد ایوان بھی موجود نہیں اور وزیر پی ائینڈ ڈی بھی نہیں ہے۔ تو میں اس پر رولنگ دے چکی ہوں اور چونکہ دونوں نہیں تھے تو اس حوالے سے بائیکاٹ کے حوالے پھر وہ خود آ کر بات کر لیں گے۔ زیرتوال صاحب اس پوائنٹ پر کچھ کہنا چاہتا ہے۔

وزیر حکومت تعلیم:- میڈم اسپیکر! ہمارے فضل رکن خالد لاگو صاحب جو کہ بائیکاٹ کر کے چلے گئے ہیں بیمار بھی ہے اور وہاں پر یہ جو مسئلہ ہے بنیادی طور پر فنڈ کا اس میں خالد لاگو صاحب چونکہ چلے گئے ہیں۔ خالد لاگو صاحب کا یہ الزام بالکل غلط ہے اور فلور پر ہم رکھ سکتے ہیں اب سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد کوئی بھی شخص کوئی بھی ادنیٰ اپنے ذاتی اختیار سے کسی کافنڈ بند کرنا جو اسمبلی سے پاس ہوا ہے یا اس کوئی اور منتقل کرنا یا باب نہیں ہے۔ اور ہم نے کیبنت میں کمیٹی بھی بنائی ہے اس پر اور وہ کمیٹی سفارشات پیش کریگی۔ اس کے بعد جو بھی

reoperation ہونگے وہ سفارشات پیش کریں گی اور ان کی سفارشات کے بموجب وزیر اعلیٰ صاحب اس پر عملدرآمد کروائیں گے تو وہ کمیٹی اب چونکہ بن گئی ہے surrender amount کی جہاں تک بات ہے کہ صرف خالد لاگو صاحب کی نہیں بلکہ دوسرے دوستوں کی بھی ہے اس میں میڈم اسپیکر مسئلہ بنیادی طور پر یہ ہے کہ جنہوں نے پیسے after date surrender کے ہیں کاغذ تو لکھ دیا ہے لیکن وہ date ہم نے ان کو دی تھی اس پر اگر کسی نے دی ہے گورنمنٹ پابند ہے فلاںگ ڈولپمنٹ پابند ہے کہ ان کو پیسے دیں اور جو اس تاریخ کے بعد انہوں نے جمع کروائے ہیں اس میں بنیادی طور پر ہماری وہ ایگزیکیٹیو ایجنسیاں جن کے لوگ وہاں اسکیمات کو execute کرتے ہیں وہ بنیادی طور پر اس کے ذمہ وار ہے کہ انہوں نے date کے بعد ایسا کیوں کیا ہے اب ہم اگر یہاں کریں گے تو میڈم اسپیکر Custodian of the house کی حیثیت سے یہ ہمارے لئے ٹینکنیکل مسئلہ بلکہ سارے دوست اس پر ناراض بھی ہو جاتے ہیں کیوں نہ ہم ایک ایگزیکیٹیو ایجنسی کے خلاف جائے جنہوں نے ہمارے صوبے کے لوگوں کے پیسے laps کروائے جو ان کے پاس پڑے ہیں گورنمنٹ کی جانب سے clear-cut notification چلا گیا ہے کہ فلاںگ تاریخ اپنے پیسے surrender کروائے اور فلاںگ تاریخ کے بعد ہم بھی دیتے ہیں کہ اس date کے بعد جو بھی پیسے surrender ہوئے ہوئے laps ہونگے وہ laps گئے جائیں گے لیکن اس کے باوجود یہ پرکش وہ کر رہے ہیں اور ساتھ کاغذ لکھ دیتے ہیں اور ہمارے دوست اس کو اس طریقے

سے پھر نہیں لیتے کہ ہم نے پیسے وہ ایکسین کہہ رہا ہے یا اے سی کہہ رہا ہے یا جو بھی ہے ایگزیکٹو اجنسی کا جو بھی آفیسر ہے وہ کہہ رہا ہے کہ ہم نے تو *surrender* کر دیا پیسے *laps*، *after date*، *surrender* گئے جاتے ہیں۔ تو ہم اس کو دیکھ لیں گے۔ ڈاکٹر صاحب بھی یہاں نہیں ہے آج ایک میٹنگ تھی اور فل پھری ڈی ڈبلیوپی کی میٹنگ ہے ہمارے بہت سے اسکیمات ہیں دونوں اسلام آباد میں تھے وہ آ جائیں گے ان سے پوچھیں گے کے خالد صاحب کے کونسے پیسے ہیں جو ان کو نہیں ملے ہیں اگر وہ *due date* سے پہلے کے ہیں تو ان کو بل جائیں گے اور اگر *due date* کے بعد وہ *laps* ہو چکے ہو نگے اس پر ہم پھر کچھ نہیں کر سکتے۔ شکریہ انجینئرنگ زمرہ خان اچھنگی:- اس نے بات کی اس میں تو ہم بھی اس میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ جو *laps* and *surrender* کی بات کر رہے ہیں میں آپ کو ایک چیز تابادوں یہ ٹھیک ہے کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے کہ کسی ممبر کو آپ ذاتی طور پر تو نہیں دے سکتے ہیں لیکن جب آپ حلقے میں خرچ کرتے ہو چاہے ایک ممبر کی تجاویز آپ لیتے ہو کسی ڈیپارٹمنٹ سے تجاویز لیتے ہو تو مساوی بنیادوں پر ہو گا چاہے وہ اپوزیشن کا ممبر ہو چاہے وہ ٹریشری پیچز کا ممبر ہو یہاں پر کی ہوتا ہے آپ کے جتنے بھی ایکسین ہیں جتنے بھی آپ کے سیکریٹریز ہیں وہ تو آپ کے under *laps* ہو گئے کیوں ہو گئے؟ ایکسین جو ہیں ان کو work order issue نہیں کرتا ہے میٹنگ میں approve ہو جاتا ہے واپس کر دیتا ہے کہ جی منسٹر نہیں مان رہے ہیں یہ تو آپ سے زیارت وال صاحب تعلق رکھتا ہے آپ یہ بات کسی ایکسین پر کسی سیکریٹری پر نہ ڈالے یہ آپ اپس میں بیٹھے کہ کیوں *laps* ہو رہے ہیں میرے کیوں *laps* ہو رہے ہیں میں نے آپ سے پچاس دفعہ اس کی شکایت بھی کی کہ جب ایک پی ڈبلیوپی ہوتی ایک ڈی سی ہوتی ہے وہ کس لئے آپ بیٹھاتے ہیں وہ اسی لئے بیٹھاتے ہیں کہ وہ کرتے ہیں آپ اس ایشون کو سیریس لے لیں کیونکہ اس میں کسی کو بھی اپنا حق صحیح کسی حلقے کو نہیں ملتا ہے زمرہ کو نہیں چاہے ذاتی طور پر فنڈ آپ اس حلقے کو دیدے اور وہ تجاویز کس کس سے لیتے ہو آپ ایسے لوگوں سے لیتے ہوں جو اس کی کہیں گورنمنٹ میں نہیں ہر انسان کی اپنی حیثیت ہوتی ہے۔ لیکن آپ ان لوگوں سے لیتے ہیں جنہوں ووٹ لیکر یا نمائندہ ہو کے آتے ہیں ان سے آپ تجاویز نہیں لیتے ہو آپ ان لوگوں سے تجاویز لیتے ہو جو ایک مخصوص طبق یا پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں یہ نہیں ہونا چاہیے ہماری یہی اعتراض ہے۔ میڈم اسپیکر:- ٹھیک ہے۔ خالد لانگو صاحب کی تحریری طور متعلقہ منسٹری کو تھیج دیا جائیگا اسمبلی کی طرف

سے اور جیسے زیارتی صاحب نے کہا کہ ہم اس کا جواب دیں گے اور جو بھی کسی کے ساتھ اگر ایسا ہوا ناصافی وہ بھی سامنے آجائیگی اور ان کو مطمئن کریں گے۔ مجلس قائدہ کی اتفاقیہ خالی اسامیوں کا پر کرنا۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا رجسٹریشن 1974 کے قاعدہ نمبر 134 کے تحت مجلس قائدہ کی اتفاقیہ خالی اسامیوں سے متعلق تحریک پیش کریں۔

سردار رضا محمد بڑیق (مشیر برائے وزیر اعلیٰ ملکہ قانون و پارلیمانی امور)۔ میں مشیر قانون و پارلیمانی امور تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا رجسٹریشن 1974 کے قاعدہ نمبر 134 کے تحت ذیل کمیٹی کی اتفاقیہ خالی اسامیوں پر کمیٹی کے سامنے حاجی عبدالمالک مجلس قائدہ برائے اطلاعات کھلیل شفاقت سیاحت اثار قدیمہ عجائب گھر اور لاہور یونیورسٹی کو حاجی عبدالمالک صاحب کو کمیٹی کا رکن منتخب کیا جائے۔ میڈم اسپیکر۔ آیا مجلس قائدہ کی اتفاقیہ خالی اسامی کو تجویز کر دہ رکن اسمبلی سے پر کیا جائے۔ آپ لوگ جواب دیں گے۔ قواعد و انضباط کا رجسٹریشن 1974 کے قاعدہ نمبر 134 کے تحت مجلس قائدہ کی اتفاقیہ خالی اسامی کو تجویز کر دہ رکن اسمبلی سے پر کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا رجسٹریشن 1974 کے قاعدہ نمبر 134 کے تحت مجلس قائدہ کی اتفاقیہ خالی اسامیوں سے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر پارلیمانی امور۔ میں مشیر قانون و پارلیمانی امور تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا رجسٹریشن 1974 کے قاعدہ نمبر 134 کے تحت محترمہ ائمۃ عرفان، رکن، بلوچستان اسمبلی کو رکن، پیلک اکاؤنٹس کمیٹی اور مجلس قائدہ برائے تعلیم و معیاری تعلیم، صدارتی پروگرام، سی ڈی ڈیلیوے، سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی ملکہ جات کا رکن منتخب کیا جائے۔

میڈم اسپیکر۔ تحریک پیش ہوئی۔ آیا مجلس قائدہ کی اتفاقیہ خالی اسامیوں کو تجویز کر دہ رکن اسمبلی سے پر کیا جائے؟ قواعد و انضباط کا رجسٹریشن 1974 کے قاعدہ نمبر 134 کے تحت مجلس قائدہ کی اتفاقیہ خالی اسامی کو تجویز کر دہ رکن اسمبلی سے پر کیا جاتا ہے۔

قواعد و انضباط کا رجسٹریشن 1974 کے باب نمبر 711 کے بعد نیاب A-711 کا اضافہ۔ توجہ دلانوں کی بابت مجلس کی رپورٹ کا پیش کیا جانا۔

چیز میں مجلس قواعد و انضباط کا رواستھقا قات قواعد و انضباط کا رجسٹریشن 1974 کے باب 711

کے نیا باب A-711 کا اضافہ، توجہ دلاؤ نوں کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے سے متعلق تحریک پیش کریں۔

انجینئر زمرک خان اچھزئی:- میں چیئرمین مجلس قواعد و انضباط کار و استحقاقات بلوچستان صوبائی اسمبلی صوبائی اسمبلی تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے باب 711 کے بعد نیا باب A-711 کا اضافہ، توجہ دلاؤ نوں کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 7 مارچ 2017ء تک توسعی کی منظوری دی جائے۔

میڈم اسپیکر:- تحریک پیش ہوئی۔ آیا قواعد و انضباط کار و بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے باب 711 کے بعد نیا باب A-711 کا اضافہ، توجہ دلاؤ نوں کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 7 مارچ 2017ء تک توسعی کی منظوری دی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ قواعد و انضباط کار و بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے باب 711 کے بعد نیا باب A-711 کا اضافہ، توجہ دلاؤ نوں کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 7 مارچ 2017ء تک توسعی کی منظوری دی جاتی ہے۔

چیئرمین مجلس قواعد و انضباط کار و استحقاقات قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے باب 711 کے نیا باب A-711 کا اضافہ، توجہ دلاؤ نوں کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کریں۔

انجینئر زمرک خان اچھزئی:- میں چیئرمین مجلس قواعد و انضباط کار و استحقاقات بلوچستان صوبائی اسمبلی تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے باب 711 کے بعد نیا باب A-711 کا اضافہ، توجہ دلاؤ نوں کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر:- رپورٹ پیش ہوئی۔ چیئرمین مجلس قواعد و انضباط کار و استحقاقات قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے باب 711 کے بعد نیا باب A-711 کا اضافہ، توجہ دلاؤ نوں کی بابت مجلس کی رپورٹ سے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

انجینئر زمرک خان اچھزئی:- میں چیئرمین مجلس قواعد و انضباط کار و استحقاقات بلوچستان صوبائی اسمبلی تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے باب 711 کے بعد نیا باب A-711 کا اضافہ، توجہ دلاؤ نوں کی بابت مجلس کی سفارشات کی بوجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔

میڈم اسپیکر:- تحریک پیش ہوئی۔ آیا قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے باب

V11 کے بعد نیا باب A-11 کا اضافہ، توجہ دلاونڈ کی بابت مجلس کی سفارشات کو بموجب فی الفور زیر گور لایا جائے؟۔ تحریک منظور ہوئی۔ قواعد و انضباط کار و استحقاقات قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974 کے باب V11 کے بعد نیا باب A-11 کا اضافہ (توجہ دلاونڈ) کی بابت مجلس کی سفارشات کی بموجب فی الفور زیر گور لایا جاتا ہے۔

چیئرمین مجلس قواعد و انضباط کار و استحقاقات قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974 کے باب V11 کے بعد نیا باب A-11 کا اضافہ (توجہ دلاونڈ) کی بابت مجلس کی رپورٹ سے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

انجینئر زمرک خان اچھزی: میں چیئرمین مجلس قواعد و انضباط کار و استحقاقات بلوچستان صوبائی اسمبلی تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974 کے باب V11 کے بعد نیا باب A-11 کا اضافہ (توجہ دلاونڈ) کی بابت مجلس کی سفارشات کی بموجب منظور کیا جائے؟۔

میدم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974 کے باب V11 کے بعد نیا باب A-11 کا اضافہ (توجہ دلاونڈ) کی بابت مجلس کی سفارشات کی بموجب منظور کیا جائے؟۔ تحریک منظور ہوئی۔ قواعد و انضباط کار و بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے باب V11 کے بعد نیا باب A-11 کا اضافہ، توجہ دلاونڈ کی بابت مجلس کی سفارشات کی بموجب منظور کیا جاتا ہے۔ اب چیئرمین صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچھزی: میدم اسپیکر! اس میں، میں دو منٹ لوٹا زیادہ نہیں۔ یہ ہمارا جو call attention notice ہم نے یہاں پر روزہ اینڈ برس کا حصہ بنایا وہ اس لئے کہ دوسرے اسمبلیوں کو بھی ہم نے study کیا۔ اور ان کے روز کو بھی ہم نے دیکھا ہم سب اکٹھے تھے جو روزہ اینڈ برس کے ہمارے ممبر تھے معزز ممبر ان اس میں یہ تھا کہ ہم point of order پر اٹھتے ہیں اور ہم ہر ایشوز کو point of order پر اٹھاتے ہیں۔ حالانکہ point of order اس لئے ہے نہیں کہ جس طرح زیرتوال صاحب کو پتہ ہے وہ تو ہمیشہ یہ روزہ کے مطابق کہتا ہے اسمبلی چلا کریں۔ تو ہم جو بھی مسئلہ ہوتا ہے جو بھی کوئی important issue ہوتا ہے۔ ہم جاتے ہیں جی point of order-point of order اور وہ جو ہے وہ اسمبلی کے جو ہے روزہ کے مطابق نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ ہمارے پاس ہم نے یہ جو call attention notice ہے اس میں لکھا ہوا

ہے کہ جو بھی public importance issues ہوتے ہیں اس کو ہم اٹھاتے ہیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ دوسرے اسمبلیوں میں 48 گھنٹے تھے ہم نے یہاں پر ایک دن کا موقع دیا ہے کہ اگر کوئی نمبر چاہیں کیونکہ ہمارے جو بہت بڑا صوبہ ہے اور اس میں مجبور جو ہے تین چار دن میں پہنچ نہیں سکتا ہے ایک دن بھی پہلے آجائے تو وہ call Attention notice پر خدا نخواستہ لاءِ اینڈ آرڈر کے حوالے سے ہو کوئی ایجوکیشن کے حوالے سے ہو ہیلتھ کے حوالے سے جو پبلک سے ہو یا کوئی بھی ایسا ایشو ہو جو point of order پر جو ہے اٹھاتے ہیں اور ہمارے آئینیں یاروں کے مطابق ہم اس کو نہیں اٹھاسکتے ہیں۔ تو ہم نے یہ call Attention notice جو ہے وہ چوپیں گھنٹے پہلے دینا ہو گا اور اس پر جو منسٹر جو ہے جو متعلقہ وزیر ہے وہ اس کا جواب دیگا۔

میدم اپسیکر: ویسے آج اسمبلی نے بہت اچھی پیشافت کی ہے، یہ رول کا جو لایا ہے توجہ دلانوں۔ یہ تقریباً کافی اسمبلیوں میں تھا، سوائے بلوچستان اسمبلی کے۔ تو میں کہوںگی کہ یہ تو ایک بہت اچھی بات کا اضافہ ہوا ہے۔ اور میں آپ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ آپ نے جب سے چارج سننجالا ہے کافی اچھی چیزیں لارہے ہیں۔

نصراللہ خان زیرے:- میدم! اس فاضل نمبر صاحب نے جو یہاں تراجمیں لائی ہیں یقیناً یہ بہت ہی بہتر ہے اس میں پھر یہ ایک سوال و جواب ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی اسی طرح ہو گا کہ ہم ایک دن پہلے دن پہلے ہم جو بھی جس ڈیپارٹمنٹ سے بھی کوئی question ہو وہ لکھ کر پھر آپ اسمبلی میں جمع کرادیں گے کہ یہ توجہ دلانوں ہے۔

میدم اپسیکر: نہیں ایسا ہے کہ سوال و جواب کے لئے نصراللہ صاحب کم از کم پندرہ دن کا نوٹس ہوتا ہے۔ یہ تھا ہی نہیں یہ rule تھا ہی نہیں۔

نصراللہ خان زیرے:- ابھی اس رول کے تحت یہ ہو گا کہ ایک دن پہلے آپ نے متعلقہ جو بھی ایجوکیشن کا problem ہو، ہیلتھ کا problem ہو کوئی اور problem ہو وہ بجاۓ اس کے کہ آپ point of order پر اٹھائیں، وہ اس کے لئے کہ point of order پر ہم اٹھاتے ہیں یا متعلقہ منسٹرنیں ہوتا۔ تو وہ ہمیں جواب بھی نہیں ملتا ہے۔ اس سے یہ ہو گا کہ پھر ایک دن پہلے ہم لکھ کر کے دینگ کہ ہم نے کل فور پر توجہ دلانوں پر یہ ہم نے یہ پوائنٹ آپ سے اٹھایا ہے اسی طرح ہو گا۔

میدم اپسیکر: ہم yes۔ جی زیارت وال صاحب۔

وزیر مکملہ تعیین:- میڈم اسپیکر! ہماری اسمبلی 1974ء میں بنی ہے اور اس میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں یہاں دو تین مرتبہ یہ debate بھی ہوا ہے کچھی اسمبلی میں 2006ء کے اسمبلی میں بھی debate ہوتی تھی پھر کمیٹی بھی بنی تھی لیکن بد قسمتی سے وہ ہوا نہیں۔ میں زمرک خان صاحب نے جو ترمیم آج وہ لے آئے ہیں یہ ہماری اسمبلی کی کارروائی کو smooth چلانے میں مزید مددگار ہو گی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اور بھی شاید بہت سی ایسی چیزیں ہیں ہماری روز میں صوبوں نے اور وفاق نے اٹھارویں ترمیم کے بعد بہت سی چیزیں change ہی ہوتی ہیں۔ جبکہ اب تک ہم وہ change نہیں لاسکے ہیں تو اس کو پھر سے study کرنا پڑے گا اور ان کے سامنے آئیگی اور اس طریقے سے ترمیم کرنا ہو گا ہم تو چاہتے ہیں کہ جمہوری طریقے سے جمہوریت اور جوابد ہی کا جو سسٹم ہے اس سے بھاگنا نہیں ہے جوابد ہی کی سسٹم اور جو نئی ہیں یہاں جوابد ہیں اور جوابد ہی پر اس نے جانا ہو گا۔ اس کی Violation کسی بھی صورت میں نہیں کرنی ہو گی۔ توجہ ہم یہاں جوابد ہی کے لئے ہونگے یا جوابد ہی کا سسٹم ہمارا ٹھیک ہو گا تو یہ ہماری جمہوریت میں اور خصوصاً یہ ادھراً دھر کی جو چیزیں آجاتی ہیں، یہ بھی ختم ہو جائیں گی۔ اس میں خصوصاً جو executing agencies ہیں ان کی جو من مانیاں ہیں ان کی جو چیزیں ہیں ان تمام چیزوں کو کنٹرول کرنے کے لئے ہمیں strictly-Law اور Rules پر جانا ہو گا۔ جب تک ہمارے پاس قوانین اور رونزیں ہوں گے اور ہم کسی بھی آدمی کو کسی بھی بے قاعدگی پر نہیں کپڑسکیں گے۔ تو یہ جمہوریت کے لئے بھی اور سوسائٹی میں بہتری لانے کے لئے جب نہیں ہوں گے تو بر بادی ہو گی۔ اور مزید ترمیم کے لئے بھی جو کرنے ہونگے، چاروں صوبوں میں، تینوں صوبوں میں ہو چکے ہیں۔ فیڈرل میں کچھ چیزیں تبدیل ہو گئی ہیں۔ ہمیں بھی اس پر جانا ہو گا۔ اور اس کو ٹھیک کرنا ہو گا۔ thank you۔

میڈم اسپیکر:- جی میری کافی توجہ ہے procedure اور rule پر اور ہم اس پر بہت محنت سے کام کر رہے ہیں۔ زیارت وال صاحب! یہ ترمیم بھی حکومتی جوابد ہی کا ایک اہم role ہے۔ تو اس سے بہتر انداز میں یہ ایوان چلے گا۔ جیسے کہ آپ نے کہا ہے بہت صحیح کہا ہے۔ اور ہم قواعد میں مزید بہتری کی طرف جا رہے ہیں ابھی next چھی ایک بہت اچھا سلسہ شروع ہوا ہے۔ قواعد و انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے قاعدہ نمبر 135 کے ذیلی قاعدہ 3 کے بعد نئے ذیلی قاعدہ 4 اور 5 (ذیلی مجلس) میں اضافہ کا پیش کیا جانا۔ چیزیں میں مجلس قواعد و انصباط کار اسٹھقات قواعد انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے قاعدہ نمبر 135 کے ذیلی قاعدہ 3 کے بعد نئے ذیلی قاعدہ 4 اور 5 (ذیلی مجلس) میں اضافہ کی بابت مجلس کی روپورٹ پیش کرنے سے

متعلق تحریک پیش کریں۔

انجینئر زمرک خان اچھزئی:- میں چیئرمین مجلس قواعد و انضباط کار و استحقاقات بلوچستان صوبائی اسمبلی تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے قاعدہ نمبر 135 کے ذیلی قاعدہ 3 کے بعد نئے ذیلی قاعدہ 4 اور 5 (ذیلی مجلس) میں اضافہ کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 7 مارچ 2017ء تک توسعی کی منظوری دی جائے۔

میڈم اسپیکر:- تحریک پیش ہوئی۔ آیا قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے قاعدہ نمبر 135 کے ذیلی قاعدہ 3 کے بعد نئے ذیلی قاعدہ 4 اور 5 (ذیلی مجلس) میں اضافہ کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 7 مارچ 2017ء تک توسعی کی منظوری دی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے قاعدہ نمبر 135 کے ذیلی قاعدہ 3 کے بعد نئے ذیلی قاعدہ 4 اور 5 (ذیلی مجلس) میں اضافہ کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 7 مارچ 2017ء تک توسعی کی منظوری دی جاتی ہے۔

چیئرمین مجلس قواعد و انضباط کار و استحقاقات قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے قاعدہ نمبر 135 کے ذیلی قاعدہ 3 کے بعد نئے ذیلی قاعدہ 4 اور 5 (ذیلی مجلس) میں اضافہ کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کریں۔

انجینئر زمرک خان اچھزئی:- میں چیئرمین مجلس قواعد و انضباط کار و استحقاقات بلوچستان صوبائی اسمبلی تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے قاعدہ نمبر 135 کے ذیلی قاعدہ 3 کے بعد نئے ذیلی قاعدہ 4 اور 5 (ذیلی مجلس) میں اضافہ کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر:- چیئرمین مجلس قواعد و انضباط کار و استحقاقات قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے قاعدہ نمبر 135 کے ذیلی قاعدہ 3 کے بعد نئے ذیلی قاعدہ 4 اور 5 (ذیلی مجلس) میں اضافہ کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے سے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

انجینئر زمرک خان اچھزئی:- میں چیئرمین مجلس قواعد و انضباط کار و استحقاقات بلوچستان صوبائی اسمبلی تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے قاعدہ نمبر 135 کے ذیلی قاعدہ 3 کے بعد نئے (ذیلی) قاعدہ 4 اور 5 (ذیلی مجلس) میں اضافہ کی بابت مجلس کی سفارشات کی بوجب فی الغور زیرغور

لایا جائے۔

میڈم اسپیکر:- تحریک پیش ہوئی۔ آیا قواعد انضباط کا رہنمائی اسمبلی 1974 کے قاعدہ 135 کے ذیلی قاعدہ 3 کے بعد نئے (ذیلی) قاعدہ 4 اور 5 (ذیلی مجلس) میں اضافہ کی بابت مجلس کی سفارشات کی بوجب فی الفور زیر غور لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ قواعد و انضباط کا رہنمائی اسمبلی 1974 کے قاعدہ 135 کے ذیلی قاعدہ 3 کے بعد نئے (ذیلی) قاعدہ 4 اور 5 (ذیلی مجلس) میں اضافہ کی بابت مجلس کی سفارشات کی بوجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔ چیئرمین مجلس قواعد و انضباط کا رہنمائی اسمبلی 1974ء کے قاعدہ نمبر 135 کے ذیلی قاعدہ 3 کے بعد نئے ذیلی قاعدہ 4 اور 5 (ذیلی مجلس) میں اضافہ کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے سے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی:- میں چیئرمین مجلس قواعد و انضباط کا رہنمائی اسمبلی 1974 کے قاعدہ نمبر 135 کے ذیلی قاعدہ 3 کے بعد نئے (ذیلی) قاعدہ 4 اور 5 (ذیلی مجلس) میں اضافہ کی بابت مجلس کی سفارشات کی بوجب منظور کیا جاتے۔

میڈم اسپیکر:- تحریک پیش ہوئی۔ آیا قواعد و انضباط کا رہنمائی اسمبلی 1974ء کے قاعدہ 135 کے ذیلی قاعدہ 3 کے بعد نئے (ذیلی) قاعدہ 4 اور 5 (ذیلی مجلس) میں اضافہ کی بابت مجلس کی سفارشات کی بوجب منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔

قواعد و انضباط کا رہنمائی اسمبلی 1974 کے قاعدہ 135 کے ذیلی قاعدہ 3 کے بعد نئے (ذیلی) قاعدہ 4 اور 5 (ذیلی مجلس) میں اضافہ کی بابت مجلس کی سفارشات کی بوجب منظور کیا جاتا ہے۔

پھر آپ اس بارے میں بھی بتا دیں کہ یہ بہت بڑی اور اچھی یہ چیز منظور ہوئی ہیں اور آپ نے یقیناً آپ کے سامنے پڑا ہوگا۔ اس کے detail تاتائیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی:- اس میں ہمارے جو پہلے تو بہت عرصہ ہوا تھا کہ ہمارے اسٹینڈنگ کمیٹی بنیں گے تھی، جب بن گئی تو ماشاء اللہ سب کے پاس کام بھی ہے جس طرح میں ہوں۔ اس rules of business in privileges 05-privilege کا میں چیئرمین ہوں۔ تو میرے پاس کوئی changes motions جو ہمارے پاس آئے ہوئے ہیں rules and business میں کرنے

ہیں تو کام اتنا زیادہ بڑھ جاتا ہے کہ ایک چیئرمین اگر اس کو نہیں کر سکتے ہیں تو ہم نے یہ جو پہلے یہاں پر جو پیش بھی ہوا جو ہمارے ممبر، ہمارے ممبر صاحبان نے بھی پیش بھی کیا۔ پھر آپ نے کمیٹی کے حوالے کر دیا۔ تو sub-committee کا مقصد یہی ہے کہ اسی کمیٹی کے اندر جو 7 ممبرز ہیں اس میں سے ہم 3 ممبرز پر مشتمل ایک کمیٹی بناتے ہیں۔ اس کو ایک مہینے کے لیے وہ برس دیتے ہیں۔ جو بھی ہیں اس میں وہ اپنی رپورٹ کمیٹی کو پیش کرنی ہے۔ کمیٹی پھر آتا ہے آگے، جو Procedures ہیں اسیکر کو اور پھر اسمبلی میں لانا تو اگر وہ پیش نہیں کریں گے وہ کام اس کو ایک مہینے کے لیے ملے گا۔ تو اگر اس مہینے میں اس نے کام بھی نہیں کیا تو وہ committee automatically خود بھی ختم ہو جائے گی اور وہ برس بھی اس سے لیا جائے گا۔ یہ کام کو کم کرنے کے لیے کمیٹی سے اپنا Subcommittee وہ بناتے ہیں۔ تو یہ جو تھا اس میں انشاء اللہ آپ کی بھی support ہماری آپ کی مشاورت اور مدد کی بھی ہم مشکور ہیں کہ آپ نے بھی ہمارا ساتھ دیا اور اچھے سے اور انشاء اللہ ہم آگے بھی چلیں گے۔ اور ابھی rules and business میں جو ہماری کی اور پیشیاں ہیں اسکو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور سارے جو ہمارے ممبرز ہیں، سردار صاحب اور ہماری جو بہن ہے ہمارے جو سردار صاحب ہیں، یہ ہمارے ساتھ بہت سے help کر رہے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کے ساتھ اور دوسرے صوبائی اسمبلیوں کے بھی جو rules and business کو دیکھ کر ہماری جو بھی کی ویشیاں ہیں اسکو پورے کرنے کی کوشش کریں گے۔ شکر یہ۔

میدم اسپیکرzn۔ انشاء اللہ thank you۔ اور میں یہاں پر عبدالجید اچکزئی صاحب کا ضرور ذکر کروں گی، وہ اس سلسلے میں Sub-committees کے حوالے point-out کیا تھا اسمبلی میں۔ اور ویسے بھی ہم لوگ جب اس قرارداد کو لائے اور میں نے اسی پر اسکو کمیٹی کے حوالے کیا۔ لیکن unfortunately کیونکہ ہمارے چیئرمین بڑے late آئے اس کے تو اس میں کافی کام جو تھا وہ وقت پر کیا تھا۔ انہوں نے آتے ہی اسکو take-up کیا۔ تو میں ان کی بھی مشکور ہوں۔ اور جتنے بھی ممبرز ہیں rules of procedure کی ان کا بھی مشکور ہوں کہ وہ بڑی تیزی سے اور بڑی محنت سے اس پر کام کر رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ آپ سب کے تعاون سے ممبرز کے مذید اس میں جو بھی بہتری لاسکتے تھے rules of procedure میں۔ procedure میں بہتری لانے کا مقصد یہی ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ کام کریں اور کم وقت پر کریں اور اچھا کام کریں۔ جی نصر اللہ زیرے صاحب۔

نصرالدین زیرے:- میڈم اسپیکر! یہ اچھی بات ہے کہ جو کمیٹی standing committee ہے اس کی ممبران نے محنت کی ہے۔ انہوں نے لایا ہے توجہ دلاؤ ایک نوٹس کا ایک اضافہ کیا گیا ہے۔ دوسرا جو standing committee کی sub کمیٹیاں ہیں وہ بھی انہوں نے یہاں پر تجویز رکھی اور منظور ہو گئی۔ میرا نقطہ یہ ہے کہ یقیناً جو بھی دنیا بھر میں پارلیمنٹ اس کے اختیارات اور پھر اس کے ذریعے standing committee کے ذریعے پارلیمنٹ آگے بڑھتی ہیں حکومت آگے بڑھتی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب پارلیمنٹ یا اسمبلی اجلاس ہوتے ہیں تو the are show لیکن اصل میں بہت سے پارلیمنٹس جو ہیں ناں جہاں پر کام ہوتا ہے وہ اسٹینڈنگ کمیٹیاں ہوتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اسٹینڈنگ کمیٹی کو مزید اختیارات دینے چاہیے۔ اس حوالے سے میں جو advisory جو ہماری کمیٹی ہے، House committee کوas کے اختیارات جس طرح سینٹ میں ہے وہ business advisory یا استحقاق کی جو کمیٹی ہے۔ ان سے میری اپیل ہو گی کہ تمام اسٹینڈنگ کمیٹیوں کو اس کے اختیارات جس طرح سینٹ میں ہے apply کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ standing committee کر سکیں تمام ڈیپارٹمنٹ پروہ جا کر کے ان کے لیے یہ حکومت کے لیے سہولت بھی ہو گی اور حکومت اور ان کی department پر نظر بھی ہو گا اگر standing committees فعال ہوں گی۔

میڈم اسپیکر:- okey جی آغاز لیاقت صاحب۔

آغاز لیاقت علی:- شکر یہ میڈم اسپیکر۔ زیرے صاحب نے بڑا اچھا Point raise کیا ہے اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہو گی کہ موجودہ جو ہماری اسٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں وہ تقریباً غیر فعال ہیں، ایک آدھ دن میں نہ مٹا کر کے وہ ختم ہو جاتی ہیں۔ میڈم اسپیکر! آپ کے چیز میں شپ میں ہم نے آسٹریلیا کا دورہ کیا تھا۔ اگر آپ کو یاد ہو ہم نے وہاں پر دو جگہ دورہ کیا اور آسٹریلیا کے قومی اسمبلی اور وہاں کے اسمبلیوں کا دورہ کیا تھا۔ انہوں نے جو ہمیں بریفنگ دی اس میں clear cut یہ بتایا تھا کہ جتنا کام تھا وہ سارے اسٹینڈنگ کمیٹیاں کرتی تھیں۔ وہ اسٹینڈنگ کمیٹیاں اگر آپ کو یاد ہو جب وہ بریفنگ ہمیں دے رہے تھے انہوں نے کہا کہ ہماری اسٹینڈنگ کمیٹی جو ہیں وہ دس دن پندرہ پندرہ دن لگا تاریخیں کرتی ہیں۔ اور ہر قانون یا جو بھی چیز ان کے حوالے کیا جاتا ہے وہ اس پر کافی غور و خوش کے بعد اس پر تیاری کر کے اس کو پھر پارلیمنٹ میں یا اسمبلی میں پیش کرتی ہیں۔ تو میں بھی زیرے

صاحب کا یہی تائید کروں گا کہ ہمارے اسٹینڈنگ کمیٹیوں کو ان کو اس پر غور کرنا چاہیے بلکہ KPK میں یہ ہوا ہے کہ انہوں نے سوموٹوا ایکشن کا ایک وہ خود پاس کیا ہے، اسمبلی سے، پرائیویٹ بل پاس کراکر کے اسٹینڈنگ کمیٹیوں کو سوموٹوا ایکشن لینے کا اختیار بھی دیا ہے۔ تو اس سلسلے میں بھی اگر غور کیا جائے۔ آپ کی مہربانی ہو گی اگر آپ ان کو یہیں اس پر بھی غور کریں۔ جی بڑی مہربانی آپ کی۔

میڈم اسپیکر:- thank you جی عبدالرحیم زیارت وال صاحب۔

وزیر معلمہ تعلیم:- میڈم اسپیکر! جو بات میاقت آغا صاحب ایوان کے سامنے رکھ رہے ہیں میں اس سے اتفاق کرتا ہوں اور جمہوریت کو مضبوط کرنے اس کو آگے بڑھانے کے لیے یہ تمام چیزیں ضروری اور لازمی ہیں۔ لیکن ایک بات جو آپ کی توسط سے آپ کے جو سیکرٹری صاحب ہیں ان کو یہ گوش گزار کروانا چاہتا ہوں کہ ہماری کمیٹیاں بن گئی ہیں جو کہ دس سالوں سے نہیں بن تھیں لیکن ان کمیٹیوں میں جو لوگ کمیٹیوں کے ممبر ہیں اور میٹنگز میں نہیں آتے اور اپنے کمیٹی کو فعال نہیں بناتے تو ایک وہ یہ ہے کہ آپ کا سیکرٹری ہمیں ان کے نام دے دیں۔ ہم ان لوگوں کو اس میں ڈال دیں گے۔ ان فاضل ممبران کو اس کمیٹی میں ڈال دیں گے جو کام کر سکیں جو گورنمنٹ ہے یا جو اسمبلی ہے اس کی رو جو ہیں وہ کمیٹیاں ہیں اور جب تک کمیٹیاں فعال نہیں ہوں گی ہمارے کام smooth نہیں جائیں گے۔ اور جب تک کمیٹیوں کی چیک نہیں ہو گی گورنمنٹ پر تب بھی ہم ٹھیک کام نہیں کر سکیں گے وہ کمیٹیوں کا جو کام ہے اس میں ہمارے ساتھی کمیٹیوں کے ممبر ہیں فاضل رکن اسمبلی کے انہوں نے جو بھی ان کے کام ہوں گے۔ اپنی مصروفیات کو چھوڑ کر اس میں آنا ہو گا کسی مشکل کی صورت میں اگر وہ آن سکیں لیکن اس کی پابندی آپ نے اور آپ کے سیکرٹری نے ان سے کروانے ہوں گے۔ اور جو جو نہیں آرہے ہیں غیر حاضری کر رہے ہیں اور بار بار کر رہے ہیں تو وہ ٹھیک ہے کمیٹی چھوڑ دیں ایک آدمی اگر چار کمیٹیوں میں ہے وہ کام کر رہے ہیں تو let them اس کو کام کرنے دیں گے وہ کام کریں۔ اور جو کر رہا ہے وہ ٹھیک ہے جو نہیں کر رہا ہے تو اس کی جگہ دوسرے لوگ لیں گے۔ لیکن اس کی نشاندہی پر چھلے اجلاس میں آپ نے کی ہے۔

میڈم اسپیکر:- میں جلد آپ لوگوں کے ساتھ آپ نے بڑی اچھی بات کی چونکہ مجھے خود بھی یہ محسوس ہوا بلکہ ہمارے پاس بھی آئے اور میز کا انٹریسٹ جو ہے میں یہ ضرور یہاں کہوں گی کہ اس طرح سے بہت سے ممبرز کا نہیں ہیں جس طرح سے ہونا چاہیے جو active committees بھی ہے اس میں بھی کوئی پورا کرنا بہت

مشکل ہو جاتا ہے۔ تو یہ ایک بہت بڑی افراد بات ہے یہ کجاء کہ ہم اس کے اختیارات پر مندید بات کریں۔ میں کہتی ہوں کہ جو اس وقت اپنے اختیارات کے ساتھ committees بڑی مشکل سے کورم پورا کر کے کام کر رہی ہیں تو میں اپنے تمام معزز ممبرز سے کہوں گی کہ Please standins committees back bone میں اس اسمبلی کا۔ اور یہ کام آپ لوگوں نے ہی کرنا ہیں۔ ہم چلانے والے ہیں۔ لیکن جو اس حقیقت کو سمجھ جائیں گے standing committees کے بغیر اسمبلیاں کچھ نہیں ہیں۔ جیسے نصر اللہ زیرے صاحب نے کہا بالکل صحیح کہا انہیں چیزوں کو ہم نے آگے لے کر جانا ہیں۔ لیکن آپ لوگ بھی بنیادی کا مظاہرہ کریں اور ان committees میں اپنا full-fledge input دیں۔ کیونکہ اسی committees کے through legislation بہتر انداز میں کر سکتے ہیں۔ میں جلد ہی زیارت وال صاحب! آپ سب کو بلا وال گی انشاء اللہ اور اس پر جو بھی ممبر نہیں ہے جو نہیں آتے ہیں اس پر بھی دیکھ لیں گے اور جو کچھ نئے ممبر ز آئے ہیں ان کو بھی جیسے میں نے آج Initiative لے کر دیا ہے۔ میری جگہ خالی ہوئی تھی۔ تو میں نے اس میں جو ہماری پارٹی کی تھی انھیں کو انتبا صاحب کو ڈال دیا تھا۔ اور اسی طرح ہمارے بہت سے ارکان جس طرح سے یہ نہیں آتے ہیں اس کے لیے بھی نہیں ہیں ہمارے پاس کہ اور ان کو کیسے ہٹایا جائے تو اس کے لیے بھی ہمیں رول بنانے کی ضرورت ہے۔ اور بہت سے chairman's ہیں جو کوہ نہیں اس طرح سے چل رہے ہیں۔ اس پر بھی رول اور legislation کی ضرورت ہے۔ تو اس پر انشاء اللہ ہم باہمی مشاورت کے ساتھ آگے بڑھیں گے اور چلا کیں گے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی:- میڈم اسپیکر! لیکن meetings میں دوسرے business میں ہے میرے خیال سے، دوسرے صوبوں میں۔

میڈم اسپیکر:- ہمارے پاس نہیں ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی:- کہ ایک ممبر تین دفعہ یا چار بھی آپ chance دے دیں وہ attend نہیں کرنا چاہتے ہیں تو ابھی ہماری جو ایک اہم میئنگ ہے جس طرح ہمارے ساتھ ماشاء اللہ ہمارے جو سردار صاحب ہے ہماری بہن سپوزمگی صاحبہ ہیں اور سردار محمد صاحب ہیں، یہ آتے ہیں اور ہمارے ساتھ تو وہ بہت ماشاء اللہ جو ہمارے law minister qualified ہے، بہت اچھے کام بھی کر رہے ہیں۔ اچھی تجویز بھی دے رہے ہیں۔ اس طرح بھی ہوتا ہے کہ اگر ایک بندہ آجائے اور کورم پورا نہ ہو جائے اسی دن بھی ہمارا کورم پورا نہیں تھا

پھر سردار صاحب آئے۔ پھر انہوں نے کورم پورا کیا۔ تو ہم پھر کام نہیں کر سکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر:- بالکل صحیح فرمار ہے ہیں آپ۔

انجینئر زمرک خان اچھزئی:- جو لوگ کام کرنا چاہتے ہیں جس کمیٹی میں وہ جو آتے ہیں ان کو آپ لے لیں جو نہیں چاہتے ہیں ان کو کہہ دیں اگر آپ نہیں کر سکتے ہیں تو وہ جگہ خالی کر دیں۔

میڈم اسپیکر:- انشاء اللہ اس پر بیٹھیں گے۔

انجینئر زمرک خان اچھزئی:- اور اس میں بھی ہم اگر آپ چاہتے ہو تو ہم rules of business in change میں وہ ایک میں گے کہ اگر ان کے لیے بھی ایک قانون رکھیں گے اگر وہ تین دفعہ نہیں آ سکتے ہیں تو وہ automatically خود ختم ہو جائیگا اور اس کی جگہ پر کوئی اور آ جائے۔

میڈم اسپیکر:- انشاء اللہ یہ سلسلہ چل پڑا اور آپ جلدی دیکھیں گے کہ بہت اچھے قانون یہ rules and business ہو گی۔ پر بہت اچھے legislation ہو گی اور آپ سب کے تعاون سے ہو گی مشاورت سے ہو گی۔

محترمہ یا سمین لہڑی:- میڈم اسپیکر! میں آپ کی توجہ جو ہے وہ اس جانب بھی مبذول کروانا چاہوں گی چونکہ standing committees کی بات جو ہے وہ چل لکھی ہے اور آپ کو چونکہ بہت supportive ہے لہذا آپ سے گزارش کر کو at least standing committees کو assembly کی کمیں گے تو وہ کام ہیں۔ ہم وہ ایڈیاک پر لیتے ہیں کہ تین میئنے کے بعد کوئی میئنگ ہو گی۔ تو پھر جو ہے ہم جو ہے call کریں گے۔ ہمارے پاس اگر office ہو گی، ہم regular staff میں گے تو میں سمجھتی ہوں کہ مطلب بہت بڑا روں ہے ministry کو دیکھنا، کرنا۔

میڈم اسپیکر:- یہ آپ چیمبر میں تشریف لے آئیں، اس پر میں آپ کو بریف کر دوں گی کہ کیا وجوہات ہیں۔ قومی مالیاتی کمیشن کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا۔ وزیر خزانہ! قومی مالیاتی کمیشن کی دوسری ششماہی سالانہ مانیٹر گر پورٹ پر عملدرآمد جنوری تا جون 2016ء ایوان کی میز پر رکھیں۔

وزیر حکومتہ تعلیم:- میں وزیر تعلیم، وزیر خزانہ کی جانب سے قومی مالیاتی کمیشن کی دوسری ششماہی سالانہ مانیٹر گر پورٹ پر عملدرآمد جنوری تا جون 2016ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

میڈم اسپیکر:- قومی مالیاتی کمیشن کی دوسری ششماہی سالانہ مانیٹر نگر پورٹ پر عملدرآمد جنوری تا جون 2016ء ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 10 مارچ۔ جی میں اس سے پہلے ایک اعلان کردیتی ہوں، خواتین کی عالمی دن کی مناسبت سے کل 12:00 بجے دن کو بلوچستان اسمبلی میں ایک پروگرام منعقد کیا جا رہا ہے جو first time شاید اس حوالے سے اسمبلی میں ہوگا۔ جس کے بعد ایک lunch ادا دیا جائیگا۔ آپ تمام ارکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ اس میں شرکت کریں۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 10 مارچ۔۔۔ (مداخلت)۔

وزیرِ حکومہ تعلیم:- آواز نہیں آئی، ہم سمجھنے نہیں۔

میڈم اسپیکر:- کل 12:00 بجے خواتین کے عالمی دن کے موقع پر بلوچستان اسمبلی میں ایک تقریب منعقد کی جا رہی ہے اسیں آپ تمام ارکان اسمبلی کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔ اور اس کے بعد lunch ہوگا۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 10 مارچ 2017ء وقت سے پہلے 3:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 6 بجکر 35 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)۔